کوئی بزم ہو کوئی انجمن یہ شعار اپنا قدیم ہے
جہاں روشنی کی کمی ملی وہیں اک چراغ جلا دیا۔
تحفۃ
السالکین
ترتیب و پیشکش
حبیب الامت، عارف باللہ
حضرت مولانا، الحاج، حافظ، قاری
مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی
(شیخ الحدیث وصدر مفتی)
بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڈھ یوپی انڈیا
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوریؒ
ناشر
مکتبہ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور پوسٹ سنجر پور ضلع اعظم گڈھ یو. پی. انڈیا
MAKTABA-AL-HABIB
JAMIA ISLAMIA DARUL ULOOM
MUHAZZABPUR P.O.SANJARPUR DISTT. AZAMGARH U.P. INDIA
Mobile: 09450546400
pasbanehaq

کوئی بزم ہو کوئی انجمن یہ شعار اپنا قدیم ہے
جہاں روشنی کی کمی ملی وہیں اک چراغ جلا دیا

تحفۃ السالکین

ترتیب و پیشکش

حبیب الامت، عارف باللہ

حضرت مولانا، الحاج، حافظ، قاری

مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی

(شیخ الحدیث وصدر مفتی)

بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڈھ یوپی انڈیا

خلیفہ ومجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ وحضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوریؒ

ناشر

مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ **دار العلوم** مہذب پور پوسٹ سنجر پور ضلع اعظم گڈھ یو.پی. انڈیا

MAKTABA-AL-HABIB

JAMIA ISLAMIA DARUL ULOOM

MUHAZZABPUR P.O.SANJARPUR DISTT. AZAMGARH U.P. INDIA

Mobile: 09450546400

مشمولات تحفۃ السالکین

مشمولات تحفۃ السالکین

مشمولات تحفۃ السالکین

مشمولات تحفۃ السالکین

مشمولات تحفۃ السالکین

۱۔ مکتبۃ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ یو. پی

۲۔ دارالکتاب، دیوبند ضلع سہارن پور یو. پی

۳۔ زم زم بک ڈپو، دیوبند ضلع سہارن پور یو. پی

۴۔ کتب خانہ یحیوی محلّہ مفتی سہارن پور

۵۔ اسلامک بک سروس، دریا گنج دہلی

تعارف حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

حبیب الامت ، عارف باللہ ، حضرت مولانا ،الحاج، حافظ، قاری،

مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم چشتی ، قادری، نقشبندی سہروردی دار العلوم دیوبند کے اکابرِ فضلاء میں سے ہیں۔ جنہوں نے پوری زندگی خدمتِ دین، تبلیغ دین، اشاعت دین کیلئے وقف کردی ہے۔ آپ کی شخصیت اہل علم اہل افتاء، اہل تدریس ،اہل خطابت، اہل قلم میں معروف ومشہور ہے۔ آپ نے میزان سے دورۂ حدیث بلکہ افتاء تک کی تعلیم ایک زمانہ تک دی ہے اور دے رہے ہیں۔ تمام علوم و فنون پر آپ کی نگاہ ہے آج آپ کے ہزاروں فیض یافتہ تلامذہ ہندو بیرونِ ہند ہمہ جہت دینی وعلمی خدمات میں مصروف ہیں۔

آپکے **رشحات قلم** کی تعداد درجنوں ہے جن سے دنیا استفادہ کررہی ہے۔ بالخصوص التوسل بسید الرسل، نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین، المساعی المشکورہ فی الدعاء بعد المکتوبہ، احب الکلام فی مسئلۃ السلام، جذب القلوب، مبادیات حدیث، احکام یوم الشک، مسلم معاشرہ کی بتاہ کاریاں، حبیب الفتاویٰ، رسائل حبیب، تحقیقات فقہیہ جیسی اہم تصنیفات ہزاروں علماء سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں۔ ان میں خاص طور سے حبیب الفتاویٰ کی ٦ چھ جلدیں اہل افتاء ودار الافتاء کے لئے سند کی حیثیت حاصل کرچکی ہیں۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے آپ اساسی ارکان میں سے ہیں **جامعہ اسلامیہ دار العلوم مھذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ یوپی انڈیا** کے مؤسس و مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔ جامعہ کے دار الافتاء والقضاء کے آپ رئیس وصدر ہیں، اور ہندوستان کے دیگر بہت سے اداروں کو آپکی سرپرستی کا شرف حاصل ہے، دینی، علمی، ملی خدمت آپکا طرۂ امتیاز ہے۔ جسکی وجہ سے بجاطور پر آپ **حبیب الامت** ہیں۔

روحانی اعتبار سے آپکا تعلق حضرت شیخ الحدیث مولانا **محمد زکریا** صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے ہے اور ایک طویل زمانہ تک انکی صحبت میں رہنے اور اکتسابِ فیض کا موقع آپکو دستیاب ہوا ہے، بعد کے اکابرین میں حضرت مفتی **محمود حسن** صاحب گنگوہیؒ و حضرت مولانا **صدیق احمد** صاحب باندویؒ و حضرت مولانا **عبد الحلیم** صاحب جونپوریؒ کی خدمت میں رہنے اور فیوض و برکات کے حاصل کرنے کا ایک طویل زمانہ تک شرف حاصل رہا ہے۔ اور الحمد للہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ اور حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوریؒ سے **اجازتِ بیعت** بھی حاصل ہے۔ روحانی اعتبار سے آپکے فیض یافتہ ہزاروں ہزار افراد ہندو بیرون ہند میں پھیلے ہوئے ہیں، اس اعتبار سے آپ **عارف باللہ** بھی ہیں۔

انتساب

یہ خادم اپنی کتاب تحفۃ السالکین کو اپنے ان اکابرین کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کررہاہے جن کی فیض صحبت نے اس لائق بنایا کہ یہ خادم آج اس مقام پر پہونچ سکا کہ حضرات مشائخ واکابرین صوفیاء نے اپنی خانقاہوں میں جو کچھ کیا اور کرایا اس کو سمجھ سکا بلکہ عمل میں لاکر لذت آشنا ہوسکا اور اس کو سمجھ کر اس کی ضرورت، واہمیت، وافادیت، وتعارف پر تحریر حضرات قارئین کی نذر کرنے کے لائق بنا۔

میری مراد ان اکابرین سے درج ذیل حضرات ہیں۔

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کاندھلوی

(۲) حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ گنگوہی

(۳) حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ جونپوری

(۴) حضرت مولانا صدیق احمد صاحبؒ باندوی

اس کے ساتھ اس خادم کے والد ابوالعلماء والمشائخ الحاج شیخ یار محمد صاحبؒ اور والدہ محترمہ نور اللہ مراقدھما کو فراموش نہیں کرسکتا جن کے تقویٰ وتدین نے خادم کو باطنی قوت بخشی اور اس مقام تک پہونچنے میں انہوں نے مدد کی۔

فقط

مفتی حبیب اللہ قاسمی

شیخ الحدیث وصدر مفتی

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ یو. پی انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حبیب

یہ خادم جب دس سال کا تھا اس وقت ہر جمعہ کو بعد نماز عصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی مجلس ذکر میں جو دفتر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی مسجد میں ہوا کرتی تھی بلا ناغہ بغیر کسی تحریک کے شرکت کرنے لگا اسی وقت سے ذکر کی حلاوت ولذت سے قلب آشنا ہو گیا تا آنکہ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد باضابطہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے دست پر ماہ رمضان میں بعد نماز ظہر دار جدید کی مسجد میں بیعت کی سعادت حاصل کی اس کے بعد باضابطہ طریقہ پر حسب تلقین وہدایت دوازدہ تسبیح کا ذکر پابندی کے ساتھ شروع کر دیا پھر ایک وقت وہ آیا کہ حضرت شیخؒ نے فرمایا میرے پیارے میرا زیادہ قیام اب مدینہ طیبہ میں ہونے لگا ہے اس لئے اگر کوئی بات معلوم کرنی ہو تو مفتی جی (مفتی محمود حسن صاحب) سے معلوم کر لیا کرنا چنانچہ اس تفویض کے بعد حضرت مفتی صاحب سے سلوک کے بہت سے اسباق حاصل کئے اور اس پر عمل کر کے روحانی لذت حاصل ہوئی۔ تا آنکہ حضرت شیخؒ کا وصال ہو گیا تو خادم نے حضرت مفتی صاحب سے تجدید بیعت کی درخواست کی اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا میری رائے ہے کہ تم حضرت مولانا عبد الحلیم صاحبؒ سے تجدید بیعت کر لو ان سے زیادہ فائدہ ہوگا وہ مرج البحرین دو آتشہ ہیں خادم نے اس تفویض کو بھی قبول کیا اور حضرت مولاناؒ سے تجدید کر لی اس کے

بعد معمولات میں اضافہ ہوتا گیا بہت سی چیزیں ایسی بھی آئیں جن کو شروع کرنے کی حضرت مولانا سے اجازت چاہی تو حضرت نے یہ لکھکر اجازت دیدی کہ یہ تو میں نے کیا نہیں اور نہ کرایا گیا لیکن اگر آپ کرنا چاہیں تو شوق سے کریں میری طرف سے اجازت ہے۔

بہر حال اس طرح یہ خادم آگے بڑھتا گیا۔ پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ سلوک کے سلسلہ میں بہت سے سوالات پیدا ہونے شروع ہوئے اوراس کے شافی جواب سے محرومی رہی پھر وہ بھی وقت آیا کہ اس مقدس سلسلہ نے وہ صورت اختیار کر لی جو قابل بیان وہ تحریر نہیں ہے پھر کیا تھا ایسے لوگ بھی مستند ہونے لگے جو اس راہ کے ابجد سے بھی واقف نہیں جن کو یہ بھی نہیں معلوم کہ بیعت کس طرح کیا جاتا ہے معمولات کس طرح دئے جاتے ہیں اذکار کون کون سے ہیں جس کے نتیجہ میں آج سے بیس سال قبل اس خادم نے یہ طے کیا کہ سلوک کے کچھ اصول اوراس طریق کی کچھ اہم باتیں سہل و آسان زبان میں مرتب ہو کر سالکین کے ہاتھ میں پہونچنا چاہیئے تاکہ ان میں اس طریق کی کچھ شد بدھ پیدا ہو۔

چنانچہ خادم نے قلم اٹھایا کچھ حد تک پہونچا تھا کہ مشاغل اور دیگر مصروفیات کی نذر ہو گیا۔ ادھر ایک ماہ سے پھر قلبی تقاضہ شروع ہوا چنانچہ اللہ کا نام لیکر کام شروع کیا اور الحمد للہ سلوک کی ضروری اوراہم باتیں واصطلاحات کا تعارف مکمل ہوا اگرچہ باتیں اور بھی تھیں لیکن وہاں تک پہونچنا آج کے سالکین کے لئے مشکل تھا اس لئے ایک خاص

مقام پر پہونچ کر قلم کو روک دیا۔

یہ خادم اپنے دو عزیزوں کا ممنون ہے جنہوں نے اس کام کی تسوید و تبییض و کمپوزنگ میں پوری مدد کی (۱) مفتی ندیم اختر صاحب قاسمی صدر مدرس (۲) مفتی جاوید صاحب قاسمی متعلم دارالافتاء۔

اللہ پاک ان کو بھی اجر عظیم سے نوازے۔

دعاء ہے اللہ پاک اس خدمت کو قبول فرمائے اور سالکین کے لئے اس کو تحفہ بنائے ۔اوران کے قلوب کی ضیاء کا ذریعہ بنائے

اور حضرات اکابرین کے فیوض سے مستفید فرمائے۔
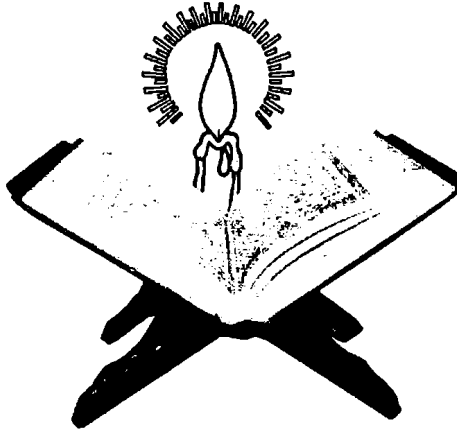
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تزکیہ کی ضرورت

انسان جسم وروح کے مجموعہ کا نام ہے قلب وقالب سے مرکب یہ انسان جس طرح جسم کے تحفظ و بقاء نشو نما کے لئے مادی غذا کا محتاج ہے اسی طرح روح کے نشو نما تحفظ و بقاء کے لئے روحانی غذا کا محتاج ہے۔

جسم اگر مادی غذا نہ پائے تو جس طرح لاغر ونحیف ہو جاتا ہے اسی طرح اگر روح کو روحانی غذا نہ ملے تو روح بھی کمزور وضعیف ہو جاتی ہے۔

جسم کی کمزوری سے اگر مادیت متأثر ہوتی ہے تو روح کی کمزوری سے روحانیت متأثر ہوتی ہے۔

لیکن اگر مادیت متأثر ہوئی تو اس کا اثر صرف دنیا کی حد تک رہتا ہے اور اگر روح متأثر ہوگئی تو اس سے روحانیت نورانیت متأثر ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں آخرت متأثر ہو جاتی ہے پورا دین متأثر ہو جاتا ہے۔

ایک مومن کے لئے اصل آخرت ہے دنیا ثانوی درجہ میں ہے ارشاد باری ہے وان الدار الاٰخرۃ لہی الحیوان لو کانوا یعلمون اور ارشاد نبوی ہے ان اللہ تبارك و تعالیٰ یعطی الدنیا لمن یحب و لمن لا یحب و لا یعطی الدین الا لمن یحبہ جس طرح جسمانی امراض بہت ہیں ان میں سے بعض انتہائی ڈینجر خطرناک ومہلک ہیں اسی طرح روحانی امراض بھی

بہت ہیں جن میں بعض انتہائی خطرناک و مہلک ہیں جس طرح جسمانی امراض کی تشخیص ہوتی ہے چیک اپ ہوتا ہے نسخہ تجویز ہوتا ہے علاج ہوتا ہے جس سے کبھی مرض دب جاتا ہے کبھی ختم ہو جاتا ہے اور اس کے لئے باضابطہ ہاسپٹل شفاء خانے ہیں اور طبیب وڈاکٹر ہیں۔

اسی طرح روحانی امراض کا بھی چیک اپ ہوتا ہے نسخہ تجویز ہوتا ہے علاج ہوتا ہے امراض کا کبھی ازالہ ہوتا ہے کبھی امالہ اور اس کے بھی باضابطہ شفاء خانے ہیں جو خانقاہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

جس طرح جسم پر میل کچیل جمع ہو جاتا ہے تو گرم پانی اور صابون وغیرہ کے ذریعہ اس میل کو دور کر کے بدن کو صاف شفاف بنا دیا جاتا ہے جس سے بدن کی بدبو زائل ہو جاتی ہے اور جسم ہر اچھی محفل میں جانے کے قابل بن جاتا ہے اسی طرح روح وقلب پر بھی اخلاق رذیلہ کا میل کچیل جم جاتا ہے معاصی کا دھبہ لگ جاتا ہے تو اخلاق فاضلہ اعمال صالحہ کے ساتھ ذکر کی بھٹی میں اس کو تپا کر قلب وروح کا تنقیہ، تجلیہ، تزکیہ تصفیہ کر کے اس کو اس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ وہ ملائکہ کی محفل میں جانے کے قابل ہو جاتی ہے اور،، قلب المومن بيت الله ،، کے تحت پھر اس کا قلب اللہ کا گھر بن جاتا ہے اللہ کی رضاء، محبت، معرفت، معیت سے قلب لبریز روح معمور ہو جاتی ہے پھر اس کو وہ چین وسکون، طمانینت وراحت حاصل ہوتی ہے جس کے لئے بڑے بڑے امراء، حکماء، اہل ثروت، اہل سلطنت ترستے ہیں پھر ایسے لوگوں کی نظر میں

مادیت کوئی چیز نہیں ہوتی دنیا کے نہ آنے کی خوشی نہ جانے کا غم ہوتا ہے بلکہ ہر حال میں ایسا قلب مرضیٔ مولیٰ کی جستجو میں لگا رہتا ہے اور ہر حال میں اسی کی رضاء پر نگاہ ہوتی ہے۔

گو ہوا دشمن زمانہ ہو مگر اے دل ہمیں ☆ دیکھنا یہ ہے مزاج یار تو برہم نہیں

اور مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ کا نعرہ زبان پر ہوتا ہے ایسوں کا قلب پھر ایر کنڈیشن بن جاتا ہے خود تو ذکر الٰہی سے گرم رہتا ہے لیکن پاس بیٹھنے والے ٹھنڈک، سکون حاصل کرتے ہیں ایسے قلوب سے جن کا قلب وابستہ ہو جاتا ہے بقول کسے دل کو دل سے راحت ملتی ہے کا مصداق بن جاتا ہے پھر ایسا قلب و دل بہتوں کے دل کو دُل دُل بنا دیتا ہے اور دَلدَل سے نکال کر دِل کو دِل بنا دیتا ہے ۔

بیعت کا مقصد

بیعت سے مقصود دراصل روح وقلب کے امراض کو پہچاننا اور اس کے لئے دواء وغذا کی فراہمی ہے، روح وقلب کے ڈینجر وخطرناک امراض کی شناخت اور اس کا علاج ہے آج کی دنیا میں ذرائع ابلاغ کے پھیلاؤ تقریر وتحریر کے عموم وشیوع کے پس منظر میں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ہم کتابوں سے رسالوں سے بھی روحانی وقلبی مراض کا پتہ لگا سکتے ہیں اور اس سے اپنا علاج معلوم کر کے علاج کر سکتے ہیں؟ لیکن آج کی دنیا کے جدید فکر کو یہ یاد رکھنا ہوگا کہ آج جبکہ جسمانی امراض کی تشخیص و دواؤں پر مشتمل سیکڑوں کتابیں لائبریریوں کی زینت بن چکی ہیں اس کے باوجود ڈاکٹروں کے یہاں مریضوں کی لمبی قطاریں کیوں نظر آتی ہیں؟ اور امراض وادویہ کی تشخیص و

تجویز والے یہ کیوں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر وطبیب کے مشورہ کے بغیر یہ دواء استعمال نہ کیجائے؟

اس سے معلوم ہوا کہ علم کے عموم وشیوع کے باوجود شخصیات کا وجود ضرورت مسلم ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ثانیاً یہ کہ روحانی معاملہ کو جسمانی امور پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جسمانی سارے امور کی بنیاد مادیت پر ہے اور روحانی جملہ امور کی بنیاد روحانیت پر ہے ایک کا تعلق ظاہر سے ہے دوسرے کا تعلق باطن سے ہے۔

ظاہر وباطن کو یکساں اہل ظاہر ہی سمجھ سکتے ہیں اہل باطن کی نظر ونگاہ میں دونوں میں فرق ہے۔

بیعت کے سلسلہ کا ایک واقعہ

کانپور کے ایک بزرگ تھے ان کے پاس ایک صاحب آئے اور انھوں نے آکر کہا حضرت مجھ کو بیعت فرمالیں۔ بزرگ نے جب معمولی استخارہ کی تلقین کردی وہ صاحب اٹھے اور آدھے گھنٹے میں دوبارہ حاضر ہوگئے۔

اور کہا حضرت استخارہ کر کے آگیا، بزرگ کو حیرت ہوئی انھوں نے پوچھا کس طرح تم نے استخارہ کیا اس نے کہا مسجد میں جاکر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا ابھی تک تم آزاد تھے یہ کیا حماقت ہے کہ اپنے کو کھونٹے میں باندھ کر اپنے کو پابند بنا رہے ہو اپنی تمامتر آزادی کو اپنے ہی ہاتھوں

برباد کر رہے ہو۔اس پر اندر سے جواب ملا کہ اس سے خدامل جائیگا پھر میں نے سوال کیا کہ کیا ضروری ہے کہ اس سے خدامل جائے تو اندر سے جواب ملا کہ اگر خدا نہ ملا تو کم از کم خدا کے طلبگاروں کی فہرست میں نام تو آجائیگا۔بس یہ سننا تھا کہ بزرگ پر حال طاری ہو گیا اور فرمایا بھائی جلدی ہاتھ بڑھاؤ ابھی بیعت کرتا ہوں ایسا استخارہ آج تک میں نے نہیں دیکھا۔

الغرض بیعت کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ خدا کے طلبگاروں کی فہرست میں کم از کم نام تو آجائے گا۔اگر خدا نہ ملا وصول نہ ہو سکا تو وصولی فہرست میں انٹری تو رہے گی آر اے سی والوں کو بھی اکثر گاڑی میں چانس مل جاتا ہے لیکن انٹری ہی نہ ہو تو سوائے چالو بوگی کے سلیپر میں گنجائش کہاں یا پھر پلانٹی دیجئے اس کے باوجود سیٹ کنفرم نہیں ہوتی یہ صرف سلیپر میں رہنے کا جواز فراہم کرتا ہے۔اسی طرح زندگی کی گاڑی کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے یہ گاڑی جن جنکشنوں سے پار ہوتی جارہی ہے اس پر رٹن نہیں ہوگی ، اس گاڑی میں ریوس گیر نہیں ہے۔لہذا جس اسٹیشن پر رکے اس کو غنیمت سمجھکر اگلے سفر کے لئے زادراہ ہمراہ کرلے۔

بغیر بیعت والی زندگی

صوفیاء کا مشہور مقولہ ہے جس کا کوئی شیخ ، پیر ، مرشد ، رہبر نہیں اس کا پیر شیطان ہوتا ہے، انسانی فطرت میں قیادت کی جستجو اور اس کی پیروی ہے اگر صحیح قیادت سے زندگی محروم رہی تو فاسد قیادت کی پیروی سے زندگی کو روکا نہیں جا سکتا شیطان جو

انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے،،ان الشیطان لکم عدو مبین ،،اور نفس جو اس کا باوا ہے ،،اعدیٰ عدوك التی بین جنبیک ،،وہ کب چاہیگا کہ یہ انسان اپنے دل کو اللہ کا گھر بنا دے اور اس گھر کو اس کی یاد سے آباد کر دے اور اس کے نتیجہ میں اس کی زندگی خوشگوار و پر سکون بن جائے اور مرنے کے بعد قرب خداوندی اور جنت الہی کا مستحق بن جائے۔

شیطان و نفس کی پوری سعی ہوتی ہے کہ انسان کے قلب کی زمین خس و خاشاک سے بھری رہے، جھاڑی بنی رہے کہیں شجر حسد ہو تو کہیں ریا ہو کہیں کبر ہو تو کہیں غرور ہو کہیں حب مال ہو تو کہیں حب جاہ ہو کہیں خود غرضی ہو تو کہیں خود ستائش ہو کہیں عجب ہو تو کہیں نخوت ہو الغرض جب قلب کی زمین پر یہ جھاڑیاں ہوں گی اور بد نگاہی، بد زبانی، بد اخلاقی، بد کرداری سے اس کی آبیاری ہوتی رہیگی تو دل ایسا جنگل بن جائیگا جس میں ہر طرح کے موذی جذبات و صفات پرورش پائیں گے جس کے نتیجہ میں دل ویران ہو کر رہ جائیگا روح بے دم ہو کر رہ جائیگی پھر صرف جسم انسان نما ہوگا جسمیں سوائے حیوانیت اور جانور پنے کے اور کچھ نہیں ہوگا دوسروں کا خون مباح ہوگا دوسروں کا مال جائز ہوگا نہ نگاہ پر پابندی ہوگی نہ زبان پر نہ رفتار پر پابندی ہوگی نہ گفتار پر نتیجہ کے طور پر زندگی بے کیف و پر خطر ہو کر رہ جائیگی خسر الدنیا و الاخرۃ دنیا کے ساتھ آخرت بھی تباہ و برباد ہو جائیگی۔

بیعت کا ثبوت

شاید کسی کو اعتراض ہو کہ کیا بیعت ہونا ثابت ہے؟ اس لئے یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ بیعت ثابت ہے قرآن کریم کی یہ آیت،،ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ،،صراحۃً بیعت کو ثابت کرتی ہے اسی طرح ،، یبایعونک علی ان لا یشرکن با اللہ شیئا و لا یسرقن و لا یزنین الأیہ بیعت میں عموماً جوالفاظ کہلائے جاتے ہیں ان کے تذکرہ پر یہ آیت مشتمل ہے نیز متعدد روایات میں بیعت کا تذکرہ ہے کہیں تو بیعت علی الاسلام و الایمان ہے کہیں بیعت علی الجہاد ہے الغرض بیعت کا انکار گویا کہ نصوص کا انکار ہے سنت کا انکار ہے ایک متوارث عمل کا انکار ہے یہاں پر البتہ ایک بات قابل وضاحت ضرور ہے کہ جہاں تک بیعت کے ثبوت یا سنیت کی بات ہے اس سے انکار تو مشکل امر ہے لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ کیا بیعت ضروری ہے؟ تو اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ جو اس صدی کے تصوف کے مجدد تھے ان کا ایک ملفوظ اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے کافی ہے،، فرماتے تھے کہ،، مقصود بیعت نہیں بلکہ اصلاح و تزکیہ نفس ہے،، اور اصلاح و تزکیہ نفس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر شخص کو اس کی ضرورت تسلیم ہے لہذا اگر بغیر بیعت کے تزکیہ نفس ہو جائے تو بہتر ہے یہ دوسری بات ہے کہ عموماً بغیر کسی کھونٹے سے اپنے کو باندھے اصلاح ہوتی نہیں جو اس طریق سے واقف نہیں اس کی مثال نابینا کی ہے اور کوئی نابینا اگر کسی منزل تک

وصول چاہتا ہو تو بینا کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہوگا بغیر دستگیری کے مقصود تک رسائی ممکن نہیں اور صرف ہاتھ ہی نہیں دینا ہوگا بلکہ بینا کی ہدایات کے مطابق چلنا بھی ہوگا تب جا کر کہیں رسائی ممکن ہوگی اس کے بغیر نہ معلوم کس وادی اور کس کھاڑی میں گر کر وہ ہلاک وتباہ ہو جائے۔

بیعت کا طریقہ

حضرات مشائخ سلوکؒ کے بیعت کا طریقہ مختلف رہا ہے قدر مشترک چند امور وہ ہیں جو سب کے یہاں پائے جاتے ہیں۔

خطبہ مسنونہ

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله صلى الله عليه و على اٰله و اصحابه و ذريا ته و بارك وسلم تسليما كثيرا كثيرا امابعد۔

فاعوذ با الله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ۔ يا ايها الذين اٰمنوا اتقوا الله و كونوا مع

الصادقين و قال تعالىٰ يا ايها الذين اٰمنوا اتقوا الله و ابتغوا اليه الوسيلة و جاهدوا فى سبيله لعلكم تفلحون و قال تعالىٰ ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم فمن نكث فانما ينكث على نفسه و من اوفى بما عاهد عليه الله فسيؤتيه اجرا عظيما صدق الله العلى العظيم ۔پڑھنے کے بعد مسترشد کے ہاتھ کو مرشد اپنے ہاتھ میں لے لے جس طرح دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا جاتا ہے۔اس کے بعد درج ذیل کلمات مرشد کہلائے اور مسترشد ان کلمات کو دہرائے۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ایمان لاتا ہوں میں اللہ پر،اس کی ساری کتابوں پر، اس کے سارے فرشتوں پر، اس کے سارے نبی و رسول پر، اور آخرت کے دن پر، اور تقدیر پر، بھلا ہو یا برا سب اسی کی طرف سے ہے۔

توبہ کرتا ہوں میں شرک سے، کفر سے، چوری کرنے سے، زنا کرنے سے، قتل کرنے سے،شراب پینے سے، پرایا مال ناحق کھانے سے، غیبت و چغلی سے، کسی پر بہتان باندھنے سے اور ہر گناہ سے، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

اور عہد کرتا ہوں میں پانچوں نمازیں پابندی سے ادا کروں گا، رمضان کے روزے رکھوں گا اگر اللہ نے مال دیا تو زکوۃ ادا کروں گا اگر اللہ نے استطاعت دی تو حج

کروں گا اور جملہ اوامر کا امتثال کروں گا اور جملہ نواہی سے اجتناب کروں گا اور کوئی گناہ عمداً نہیں کروں گا اگر ہو جائیگا تو فوراً توبہ کروں گا۔

عہد کرتا ہوں میں اور توبہ کرتا ہوں میں فلاں صاحب کے ہاتھ پر اور داخل ہوتا ہوں میں چاروں سلسلوں میں۔ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ سہروردیہ، یا اللہ میری توبہ قبول فرما اور مجھے اپنے سچے بندوں میں شامل فرما، مجھے سلاسل اربعہ کے بزرگوں کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرما، دنیا میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور مرنے کے بعد اپنے نیک بندوں کے ساتھ میرا حشر فرما۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ

رضیت با اللہ رباً و با الاسلام دیناً و بمحمد ﷺ نبیاً و رسولاً

اس کے بعد مرشد اخلاص واستقامت کی دعا کرے اور مسترشد امین کہے۔

اس کے بعد مرید کے حسب حال معمولات بتلائے اور پابندی کی تلقین کر دے چونکہ معمولات کی پابندی ہی ترقی کا زینہ ہے۔

اگر مرید ہونے والے ایک سے زائد ہوں تو واحد (میں) کی جگہ ہم (جمع) کا صیغہ استعمال کرنا چاہیے۔ اور اگر مرید ہونے والوں کی تعداد بہت ہو تو کوئی کپڑا یا رسی پھیلا دے سب لوگ اس کپڑے کو پکڑ لیں اور مرشد بھی ایک کونہ پکڑ لے اور اگر عورتوں کو بیعت کرنا ہو تو پردہ ضروری ہے اور کپڑے ہی کے ذریعہ بیعت کرنا ضروری ہے عورت کے ہاتھ کو مرشد اپنے ہاتھ میں نہ لے یہ جائز نہیں۔

پیر ومرشد کا انتخاب

پیر ومرشد کا انتخاب بھی انتہائی نازک واہم مرحلہ ہے اس میں عجلت اور جلد بازی سے کام نہ لے حضرات مشائخ نے کچھ علامتیں بتلائی ہیں اس کی روشنی میں انتخاب کرلے مثلاً وہ صالح متقی ہو، دین وشریعت کا ضروری علم رکھتا ہو، اعمال کا پابند ہو، اخلاق کا صاف ستھرا ہو، خوف خدا اس میں ہو، مشائخ طریقت سے فیوض وبرکات کا اکتساب کئے ہوئے ہو، اس کے پاس بیٹھ کر آخرت کی فکر و دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہو۔ لیکن ان سب امور سے اہم اعتقاد وعقیدت ہے اگر ان سارے اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی اس سے عقیدت نہ ہو تو فیض نہیں پہونچے گا۔ اکتساب فیض کے لئے شرائط اربعہ کو بہر حال ملحوظ رکھنا ہوگا۔

استفادہ کے لئے ہیں چار شرطیں اے حبیب ☆ اعتقاد، واعتماد، واتباع، واطلاع

عقیدت، محبت، اعتماد ووثوق، بتلائی ہوئی ہدایات کی اتباع و پیروی، اور اپنے احوال کی آگاہی، فیوض وبرکات کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ عقیدت اگر کسی شجر وحجر سے ہو جاتی ہے تو انسان نفع ونقصان کو اس سے وابستہ کر دیتا ہے حالانکہ نافع وضار صرف اللہ کی ذات ہے لیکن اپنی عقیدت کے اعتبار سے انتساب کے ذریعہ اپنے دل کی تسکین کرتا ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے،، بھائی ہماری مثال تو نل جیسی ہے،، پانی دراصل آتا ہے مخزن سے لیکن دکھائی دیتا ہے کہ نل سے آرہا ہے اسی

طرح مبدأ فیاض تو صرف ذات باری ہے لیکن ہم لوگ فیض رسانی کا ذریعہ ہیں نیز جس طرح صاف پانی حاصل کرنے کے لئے نل کو صاف رکھنا ضروری ہے اگر کسی نے نل میں مٹی ڈال دی تو اگر چہ مخزن سے پانی صاف آئیگا لیکن نل میں مٹی پڑنے کی وجہ سے پانی گدلا باہر نکلے گا اسی طرح مرشد و پیر کی طبیعت کو بھی تکدر سے بچانا چاہیئے۔

بقول حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ،، میرے پیارو! ان اللہ والوں سے ڈرتے رہیوان کی سیدھی تو سیدھی ہوتی ہی ہے ان کی الٹی بھی سیدھی ہوتی ہے،، ناکارہ نے اپنے کانوں سے یہ جملہ سنا ہے اس لئے روابط کی استوارگی ضروری ہے۔

حقوق و آداب مرشد

جس سے اصلاح وارشاد کا تعلق قائم کرلیا اس کے حقوق وآداب کی رعایت بھی ازبس ضروری ہے بقول حضرات مشائخ،، الطریق کلھا آداب،، پوری طریقت ادب سے بھری پڑی ہے،، باادب بانصیب بےادب بےنصیب،، جس کو ملا جو کچھ ملا ادب ہی کے راستے سے ملا جس نے جتنا ادب وتأدب اپنے اندر پیدا کرلیا اس نے اسی اعتبار سے اپنے دامن کو فیوض و برکات سے بھرلیا اور سارے آداب کا حاصل صرف یہ ہے کہ اپنی ذات سے ہر ممکن راحت رسانی کی فکر ہو اور ہر وہ چیز جو باعث اذیت ہو اس سے مکمل پرہیز کیا جائے اپنی اداؤں سے وفاؤں سے اپنے مرشد کے دل کو جیتنے کی فکر وکوشش کرے اور جس نے دل جیت لیا سب کچھ پا گیا۔ اور جبتک رہے مخلص بن کر رہے یعنی جس کا ہو اسی کا بن کر رہے زید و بکر پر نظر نہ ڈالے۔

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادی نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ سے یہی سوال کیا تھا کہ مخلص کس کو کہتے ہیں،، حضرت محدثؒ نے فرمایا حضرت ،،جس کا ہو اسی کا ہو کر رہ جائے۔

یمیناً وشمالاً نگاہ ڈالنا زید وبکر کو دیکھنا شرک مطلب ہے یہاں ضرورت توحید مطلب کی ہے تب مطلوب تک رسائی ہوسکتی ہے۔مزاج منشاء، ذوق وطبیعت کی آگاہی بھی ضروری ہے تاکہ ان راستوں سے مرشد کا قرب حاصل کر سکے۔

بہت زیادہ قربت کبھی بہت زیادہ دوری پیدا کر دیتی ہے اور بہت زیادہ دوری کبھی زبردست خلیج پیدا کر دیتی ہے لہذا بین بین قریب بین بین بعید کی راہ اعدل الطریق ہے زر غبأتزدد حبأ بھی پیش نظر رہے،،خذ ما صفا دع ما کدر،، معمول بہا ہو اس طرح انشاءاللہ اکتساب فیض کی راہ میں کوئی چٹان حائل نہ ہوگی۔

الحاصل تعلق ہو اور رکھے تملق نہ ہو کسی کے لئے روڑا نہ بنے ورنہ عموماً اہل طریق طریق کے روڑوں کو اٹھا کر کنارہ کر دیتے ہیں پھر سوائے روندے جانے کے اور کوئی مصرف نہیں رہ جاتا اللہ تعالی ہر ایک کی فہم سقیم سے حفاظت فرمائے عقل سلیم عطا فرمائے۔قلب رب علیم سے لرزنے والا عطا فرمائے۔

ابتدائی معمولات

ابتدائی مرحلہ میں عموماً سالکین سلک مسلسل میں مربوط ہونے والوں کو ہلکی غذا دیتے ہیں تاکہ معدہ اسی اعتبار سے ہضم کی صلاحیت بڑھاتا رہے جوں جوں شوق

وہمت میں اضافہ ہوتا ہے رغبت و دلچسپی بڑھتی ہے حضرات مشائخ غذاء معرفت میں اضافہ کرتے ہیں۔

طبیب حاذق کی پہچان بھی یہی ہے کہ وہ مزاج آشنا ہو اور اسی کے اعتبار سے نسخہ تجویز کرے۔ تاکہ ریکشن نہ ہو۔ حضرات مشائخ عموماً ابتدائی مرحلہ میں نمازوں کی پابندی ، نوافل ، اوابین ، اشراق ، چاشت ، تہجد وغیرہ کا اہتمام ، قرآن پاک کی تلاوت صبح و شام ، درود شریف استغفار اور تیسرے کلمہ کی تلقین فرماتے ہیں اور کچھ دنوں تک انہیں اعمال کا پابند بناتے ہیں اس کے بعد حسب قوت و طاقت وحسب طلب و چاہت معمولات میں اضافہ فرماتے ہیں البتہ اذکار واشغال شروع کرنے سے قبل یہ بات ضرور ذہن میں رہنی چاہیئے کہ آغاز میں تاخیر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن انجام بخیر ہونا چاہیئے یعنی شروع کرنے کے بعد چھوڑنا انتہائی نقصان دہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ اکثر اس کی ہدایت فرمایا کرتے تھے ،، میرے پیارو! ذکر واذکار کے شروع کرنے میں تاخیر ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن شروع کرنے کے بعد ہرگز نہ چھوڑنا اور فرمایا کرتے تھے کہ میری بیماریوں میں سے اکثر بیماری کی جڑ انہیں معمولات کا چھوٹنا ہے ،،

ثانوی درجہ کے معمولات

ابتدائی درجہ کے معمولات میں رسوخ پیدا ہو جانے کے بعد حضرات مشائخ پھر ذکر کی لائن پر ڈالتے ہیں جس کی ابتداء حضرات مشائخ چشت کے یہاں دوازدہ

تسبیح سے ہوتی ہے اگر چہ یہ تسبیحات تیرہ ہیں لیکن مشہور دوازدہ (بارہ) تسبیح کے ساتھ ہیں جس کا ایک خاص انداز ہے اور مخصوص انوار و برکات ہیں جو حضرات اس کی لذت سے آشنا ہیں انھوں نے حرز جان بنالیا ہے ہمار یا کابرین نے انتہائی لاغری و کمزوری کی حالت میں بھی اس کو ترک نہیں کیا اگر جہراً نہیں کر پائے تو سراً سہی، میں نے خود درجنوں حضرات کو اسی حال میں پایا ہے۔

ذکر دوازدہ تسبیح کا طریقہ

عموماً اکابرین و مشائخ دوازدہ تسبیح کی تلقین حضرات مشائخ چشت کے انداز پر کرتے ہیں اور عموماً ہمارے اکابر کے یہاں مشائخ چشتیہ ہی کے معمولات رائج ہیں گو کہ دوسرے سلاسل وان کے اذکار، اوراد، اشغال بھی ہندو پاک میں رائج ہیں۔

ذاکر پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے قلب کی طرف متوجہ ہو جائے اور چہار زانو اس طرح بیٹھے کہ رخ قبلہ کی طرف ہو، اور داہنے پاؤ کے انگوٹھے اور اس کے بغل والی انگلی سے بائیں پاؤں کے گھٹنے کے اندر والی موٹی رگ جس کو رگ کیماس کہتے ہیں مضبوطی سے پکڑ لے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دراز کر کے دونوں گھٹنون پر رکھ دے اور کمر سیدھی کر لے اس کے بعد متوسط جہر کے ساتھ ذکر شروع کر دے۔

سب سے پہلے دوسو مرتبہ یعنی دو تسبیح لا الہ الا اللہ کا ذکر کرے اس طور پر کہ لا کی ابتداء قلب سے کرے جو بائیں پستان سے دو انگلی کے فاصلہ پر ہے اور الــہ کو داہنے مونڈھے پر ختم کر دے اور الا اللــہ کی ضرب قلب پر لگائے اور ہر دس پندرہ مرتبہ

کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ ایک بار پڑھ لے۔

اس کے بعد صرف الا اللہ کا ذکر کرے جس کی مقدار چار تسبیح یعنی چار سو مرتبہ ہے اسی ہیئت مذکورہ پر بیٹھ کر اس کی ضرب قلب پر لگائے اور بیچ بیچ میں لا معبودَ ، لا مقصودَ، لا موجودَ الا اللہ بھی کہتا رہے۔

اس کے بعد چھ سو مرتبہ یعنی چھ تسبیح اللہُ اللہُ کا ذکر کرے اس کی بھی ضرب قلب ہی پر لگائے اور بیچ بیچ میں اللہُ حاضری اللہُ ناظری، اللہُ معی بھی کہتا رہے۔

اس کے بعد ایک تسبیح یعنی سو مرتبہ اللہُ کا ذکر کرے اس کی بھی ضرب قلب ہی پر لگائے۔

اس طرح دوازدہ تسبیح کا ذکر مکمل ہو جائیگا۔

اس کے بعد دس پندرہ منٹ قلب کی طرف گردن جھکا کر آنکھ بند کر کے متوجہ ہو جائے۔

تنبیہ

ایک اہم بات قابل لحاظ یہ ہے کہ بغیر شیخ کی اجازت کے ذکر شروع نہ کرے بعض مرتبہ غلبۂ شوق میں لوگ از خود ذکر میں لگ جاتے ہیں پھر جب نقصان ہوتا ہے تو بھاگے بھاگے پھرتے ہیں یہ اس طریق کے اصول کے خلاف ہے۔ البتہ ذکر از خود مانگنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر شیخ مناسب سمجھے گا تو وہ طریقہ بتلا کر ذکر شروع کرا دیگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ذکر دوازدہ تسبیح کا جو طریقہ لکھا گیا ہے وہ کاغذی ہے ذکر کی اجازت کے ساتھ عملی طور پر اپنے مرشد سے اس کا سیکھنا بھی ضروری ہے تاکہ ذکر کی پوری روح شکل کے ساتھ آجائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس ذکر کو شروع کرنے کے بعد مداومت بھی ضروری ہے اس کے بغیر اس ذکر کے برکات وانوارات کے ساتھ اس کی لذت وحلاوت نہیں ملے گی لہذا ذاکرین حضرات ان امور کا ضرور لحاظ رکھیں۔

ذکر کا احسن وقت

ذکر دوازدہ تسبیح کا سب سے بہتر وقت تہجد کا وقت ہے جسکی احسن صورت یہ ہے کہ بارہ رکعات تہجد بوقت تہجد ذاکر اس طرح پڑھے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیر ے اور ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص یعنی قل ھواللہ احد الآیۃ پڑھے یہ کم سے کم مقدار ہے ورنہ اگر حافظ ہو تو جتنا چاہے قران پڑھے تہجد سے فارغ ہو کر گیارہ مرتبہ انتہائی توجہ ویکسوئی کے ساتھ یہ دعا پڑھے اللھم طھر قلبی عن غیر ک و نور قلبی بنور معرفتک ، اس کے بعد ۲۱ مرتبہ استغفار یعنی استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ پڑھے اس کے بعد کوئی بھی درود گیارہ مرتبہ پڑھے اس کے بعد یا حی یا قیوم ۲۱ مرتبہ پڑھے اس کے بعد سورہ یٰسین شریف ایک بار یا سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر سلاسل اربعہ کے جملہ مشائخ کی ارواح کو اور اپنے مرشد وشیخ کو ایصال ثواب کرے اس کے بعد اس طریقہ کے مطابق ذکر شروع کردے جس کا تذکرہ اس سے قبل آچکا ہے۔

اور اگر کسی وجہ سے تہجد کے وقت ذکر نہ کرسکے تو پھر فجر کی نماز بعد کر لے گو کہ اصلی و احسن وقت بوقت تہجد ہے ہمارے مرشد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

ذاکرین کی سہولت کی خاطر بعد نماز فجر مجلس ذکر کا انعقاد واہتمام فرماتے تھے گو کہ ذاکرین تہجد کے وقت ہی سے خانقاہ (کچے گھر) میں آنا شروع ہو جاتے تھے اور ذکر بھی اسی وقت سے شروع ہو جاتا تھا۔ اور اگر فجر کے بعد کسی وجہ سے ذکر نہ کر سکے تو پھر مغرب کے بعد کھانے سے قبل کر لے۔

ذکر کے بعد کا عمل

ذکر کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی خانقاہ میں معمول یہ تھا کہ ذاکرین ایک ایک مٹھی چنا لیتے جو مٹی کے ایک برتن میں کشمش ملا کر ذاکرین کے لئے رکھا رہتا تھا اور یہ کہتے ہوئے قریبی باغ کی طرف دوڑتے کہ آؤ جنت والا عمل کریں یعنی یتنازعون فیہا کأساً لا لغو فیہا و لا تأثیم ، آیت قرآنی کی طرف اشارہ تھا پھر آپس میں چنے کی چھینا جھپٹی ہوتی اس طرح کچھ دیر تک ترویح قلب کا سامان فراہم کیا جاتا اس کے بعد پھر ذاکرین حضرات اشراق و دیگر معمولات میں مشغول ہو جاتے۔

ہمارے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی خانقاہ میں معمول یہ تھا کہ مولانا نصیر احمد صاحب مرحوم ذاکرین کے لئے چائے تیار رکھتے تھے حضرت کے یہاں آنے والے ذاکرین ذکر سے فارغ ہو کر چائے پیتے ہر ایک کو ایک پیالی چائے اور ایک پاپا دیا جاتا تھا اس سے فارغ ہو کر اشراق و دیگر معمولات میں مصروف ہو جاتے۔

ہمارے مرشد و مخدوم حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی خانقاہ میں عموماً ذاکرین

ذکر کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتے خود حضرت بھی آرام فرماتے اس کے بعد ناشتے کا معمول تھا۔ ناکارہ مہمانوں کے لئے ناشتہ بنا کر خود بھی لیٹ جایا کرتا تھا اس کے بعد مہمانوں کو وقت مقررہ پر ناشتہ کراتا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعد فجر آج تک لیٹنے کی عادت نہیں گئی۔

ہمارے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالحلیم صاحبؒ جون پوری کی خانقاہ میں بھی چند سال تک حضرت شیخ کی خانقاہ کی اتباع میں ذاکرین کو ایک پیالی چائے اور ایک توس یا پاپا پیش کیا جاتا تھا جس کا نظم ہمارے رفیق محترم مولانا عبدالعظیم صاحب ندوی کے ذمہ تھا جس کو بہت شوق و اہتمام سے انجام دیتے تھے خود حضرتؒ کا معمول چائے کا وقت تہجد تھا مجلس ذکر سے فارغ ہو کر حضرتؒ اشراق و دیگر معمولات میں مصروف ہو جاتے اور باقی ذاکرین و خدام اپنے اپنے مشاغل خاصہ میں لگ جاتے۔

ذاکر کی حالت

یہ امر بھی بہت زیادہ قابل اہتمام ہے کہ ذاکر کو ذکر خلو معدہ کے وقت کرنا [illegible] اسی وجہ سے حضرات مشائخ نے اس کا وقت صبح کا منتخب کیا ہے اس وقت معدہ [illegible] رہتا ہے جب بطن خالی رہے گا تو باطن کو غذا ملکیی، جلاء ملکیی اور جب بطن مملوء [illegible] باطن ملولہوگا پھر خاطر خواہ ذکر کی حلاوت ولذت سے آشنائی نہ ہوگی۔

[illegible] اس کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ نوم وغفلت کی حالت نہ ہو۔

[illegible] حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ سے ایک متوسل نے کہا کہ حضرت

جب ذکر شروع کرتا ہوں تو نیند آنے لگتی ہے کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا تکیہ لگا کر سو جایا کرو اور جب نیند پوری ہو جائے تو پھر ذکر کیا کرو اسی وجہ سے حضرات مشائخ ذکر کے لئے یکسوئی، استیقاظ، تیقظ ضروری قرار دیتے ہیں اس کے بغیر نہ ذکر میں جان آسکیگی نہ ہی قلب مردہ میں جان پڑے گی۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے نوم وغفلت کی حالت میں نماز ودعاء سے منع فرمایا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ غلبۂ نیند میں اللھم ار حمنی کے بجائے اللھم لا ترحمنی اور اللھم اغفرلی کے بجائے اللھم لا تغفرلی نکل جائے اور بات کہیں سے کہیں پہونچ جائے۔

مکانِ ذِکر

حضرات مشائخ طریقت کے یہاں ذاکرین کے لئے چھوٹے تاریک تنگ حجرے بنائے جاتے تھے اور مسترشدین انہیں حجروں کی تنگی میں چلہ کشی کر کے جب باہر نکلتے تھے تو اللہ کی وسیع زمین پر رہنے والوں کے قلوب پر حکومت کرتے تھے او علاقہ کا علاقہ ان کے قدموں میں نثار ہوتا تھا اور انہیں تاریک کمروں سے ایسی روشنی لیکر نکلتے تھے کہ ایک دنیا کو روشن کر دیتے تھے اور جس پر نگاہ ڈالدیتے تھے اس کی کا پلٹ جاتی تھی چنانچہ حضرت شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہیؒ کے حجرے آج بھی موجو ہیں ناکارہ نے بارہا دیکھا ہے جس میں حضرات ذاکرین کے ذکر کے انوارات آ

بھی محسوس ہوتے ہیں سرزمین گنگوہ پر ایک زمانہ وہ گذرا ہے کہ ذاکرین کے ذکر سے اس سرزمین کا چپہ چپہ متأثر تھا کہ وہ دھوبی جو کپڑے لیکر خانقاہ کے پاس بڑے تالاب میں کپڑا دھونے صبح سویرے آیا کرتے تھے وہ بھی بجائے ہو ہا کے الا اللہ اور اللہ اللہ کی ضربیں لگایا کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ بوقت سحر خانقاہ کے ارد گرد ہر مکان سے ذکر کی آواز آیا کرتی تھی کاش آج بھی کوئی خطہ اس سرزمین کا نمونہ بن جائے کہ پوری فضاء ذکر کی صداء سے گونج اٹھے۔

الحاصل اگر اس طرح کا کمرہ تخلیہ کے لئے میسر نہ ہو تو حتی الامکان تخلیہ پیدا کرنے کی کوشش کرے اگر روشنی ہو تو اسے گل کردے تاکہ قندیل باطن روشن ہو جائے اور پھر اس کی روشنی حشر تک کام آئے۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے یہاں ناکارہ نے خود دیکھا کہ باب بند کردیا جاتا تھا اسی طرح حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ جون پوری کے یہاں بھی تھا۔

فضاء ذکر

حضرات مشائخ طریقت کی خانقاہیں آج سونی پڑی ہیں ذاکرین کی جماعت کی تعداد دن بدن کم ہوتی جارہی ہے حالانکہ خانقاہوں کو آباد کرنے کی ضرورت ہے، ذاکرین پیدا کرنے کی ضرورت ہے جن حضرات نے اس کو سمجھا انہوں نے مرتے دم تک اپنے کو اس عظیم کام کے لئے وقف کردیا۔ چنانچہ ہمارے حضرت شیخ

الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے انتہائی ضعف ونقاہت کی حالت میں افریقہ و لندن کا سفر کیا اور ذاکرین کی جماعت پیدا کی اور خانقاہوں کو وجود بخشا اس کے لئے افراد فراہم کئے چنانچہ آج الحمد للہ لاکھوں کی تعداد میں ان خانقاہوں سے ذاکرین وابستہ ہیں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کا معمول تھا کہ جب مدینہ طیبہ سے تشریف لاتے تو سرہند، گنگوہ، رائے پور، دہلی کے اکابرین ومشائخ کے مزارات پر بہت اہتمام کے ساتھ تشریف لے جاتے اور حضرت کے ساتھ خواص خلفاء، مجازین کی پوری جماعت ہوتی تھی حضرت گھنٹوں مراقب رہتے اور باقی حضرات ذکر جہری و مراقبہ میں مشغول ہوجاتے ناکارہ نے گنگوہ ودہلی میں یہ منظر خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اوران مجالس میں شرکت کی ہے تین چار گھنٹے کی عموماً یہ مجلس ہوا کرتی تھی اس کے بعد جب مقام پر تشریف لاتے تو خواص کو بلاکر دریافت فرماتے کہ،، کیا دیکھا کیا محسوس ہوا،، اکثر حضرات یہی فرماتے کہ حضرت خانقاہوں کے احیاء اور مجالس ذکر کے قیام کی کثرت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ اسی وجہ سے حضرتؒ پوری زندگی بالخصوص زندگی کے آخری سالوں میں اس کے لئے نہایت فکر مند تھے اور حضرتؒ کی خواہش تھی کہ ذکر کی مجالس کا قیام زیادہ سے زیادہ ہو اور اس کو قائم کرنے والے افراد زیادہ سے زیادہ مہیا ہوں۔

آج الحمد للہ ہندوستان میں مکاتب و مدارس بہت ہیں اور اس سے منسلک ہوکر کام کرنے والے افراد بھی بہت ہیں۔اسی طرح دعوت وتبلیغ کی لائن سے بھی کام کرنے

والے بہت ہیں اسی طرح اور دوسری دینی جماعتوں سے وابستگان بہت ہیں لیکن آج اگر کمی ہے تو صحیح نہج پر کام کرنے والے خانقاہوں کی اور مجالس ذکر کی۔ اگر کہیں منہاج طریقت پر کام ہو رہا ہو تو اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے ٹانگ کھینچائی نہیں

ذکر دوازدہ تسبیح کے مراتب

دوازدہ تسبیح جن اذکار کے مجموعہ کا نام ہے ان میں پہلا نمبر **لا الہ الا اللہ** یعنی پہلا کلمہ ہے اس ذکر کو صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر اثبات ونفی کہتے ہیں اسی کو ذکر ناسوتی بھی کہتے ہیں۔

دوسرا نمبر **الا اللہ** کا ہے اس کو اثبات مجرد کہتے ہیں اسی کو ذکر ملکوتی بھی کہتے ہیں۔

تیسرا نمبر **اللہ اللہ** کا ہے اللہ اول کی ،،ہ،، مضموم ہے اور دوسرے کی ساکن اس کو اسم ذات دوضربی کہتے ہیں اور اسی کو ذکر جبروتی بھی کہتے ہیں

چوتھا نمبر **اللہ اللہ** کا ہے ،،ہ،، کے سکون کے ساتھ، اس کو اسم ذات ایک ضربی کہتے ہیں اسی کا دوسرا نام ذکر لاہوتی بھی ہے اور بعض حضرات ذکر ،،ھو،، کو ذکر لاہوتی کہتے ہیں۔

ذکر کی نشست

حضرات مشائخ طریقت کے یہاں ذکر دوازدہ تسبیح کے لئے بیٹھنے کا طریقہ چہار زانو ہے کچھ اذکار میں دوزانو بھی بیٹھایا جاتا ہے لیکن اس ذکر کی نشست چہار زانو

ہے لہذا ذاکرین حضرات کواس کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ ذکر کی نشست علی ہیئۃ السلف ہواوراس کے برکات سے ذاکر بہرہ ور ہو۔

رگ کیماس و قلب کی تعیین

رگ کیماس پاؤں کے بائیں گھٹنے کے اندر والی موٹی رگ کو کہتے ہیں ذاکر کو اثناء ذکر داہنے پاؤں کے انگوٹھے اوراس کے بغل والی انگلی سے اس کو پکڑ لینا چاہیئے چونکہ اس رگ کا تعلق قلب سے ہے اوراس کی حرارت قلب کو گرمانے میں مؤثر ہے ایک کی گرمی کا اثر دوسرے پر مرتب ہوتا ہے۔

اورقلب بائیں پستان کے دوانگلی نیچے ہے لہذا ذاکرا ثناء ذکر جب الا اللہ اور اللہ کی ضرب قلب پر لگائے تو مقام قلب ذہن میں رہے تاکہ صحیح مقام پر ضرب لگے اور قلب اس کے اثرات سے متاثر ہو۔

ذکر نفی و اثبات کا اسلوب

ذکر کے وقت ذاکر جب اپنے ہاتھ کو گھٹنوں پر رکھے تو یہ ذہن میں رہے کہ انگلیاں کشادہ ہوں اس کے بھی اثرات باطنی طور پر مرتب ہوتے ہیں۔

اسی طرح حضرات مشائخ طریقت نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ جب ذکر نفی و اثبات کرے تو **لا اله** پر کلمہ شہادت کی انگلی اٹھالے جس طرح تشہد میں **لا اله** پر کلمۂ شہادت کی انگلی اٹھائی جاتی ہے اور جب **الا اللہ** کہے تو انگلی رکھ دے جس طرح

تشہد میں **الا اللہ** پرانگلی رکھ دی جاتی ہے اگرچہ شروع شروع میں تکلیف ہوگی لیکن کچھ ہی دنوں میں بے تکلف انگلی کا عمل جاری ہوجائے گا۔

اسی طرح حضرات صوفیاء کرام نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ جب **لا الہ** کہے تو ذاکر کو چاہیئے کہ اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور جب **الا اللہ** کہے تو اپنی آنکھ بند کر لے۔ باطنی طور پر اس کے بھی اثرات ہیں جس سے وہ حضرات خوب واقف ہیں جو اس طریق سے گذر چکے ہیں آج وہ طریقت کے امام ہیں۔

بیان تصورات

ذکر دوازدہ تسبیح میں ہر کلمہ کے ذکر کے وقت کا الگ الگ تصور بھی ہے اگر ذاکر ان تصورات کے ساتھ ذکر کرتا ہے تو اس کو یکسوئی و دلجمعی کے ساتھ اس کی حلاوت نصیب ہوتی ہے اور ایک دن وہ بھی آتا ہے کہ یہی تصورات اس کو مقام تصدیق تک پہونچا دیتے ہیں پھر وہ چاہے لڑکا ہی کیوں نہ ہو وہ اس طریق کا بڑکا ہو جاتا ہے اور خالق کی نگاہ میں اس کا ایک مقام ہوتا ہے۔

جب ذاکر **لا الہ الا اللہ** یعنی اثبات ونفی کا ذکر کرے، اور کلمۂ لا کو دل کے اندر سے کھینچے تو یہ تصور کرے کہ میں اللہ کے علاوہ تمام چیزوں کو اپنے دل سے نکال کر پھینک رہا ہوں اور جب کلمۂ الہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر ختم کرے تو تصور کرے کہ میں ماسوا اللہ کو پشت کے پیچھے پھینک رہا ہوں۔

اور جب **الا اللہ** کی ضرب داہنے مونڈھے سے سر کو لا کر قلب پر لگائے تو یہ تصور کرے کہ میں عشق الٰہی و نور الٰہی کو اپنے دل میں بھر رہا ہوں۔

اس تصور کے ساتھ جب ذاکر ان کلمات کا ذکر کرے گا تو بالتدریج یہ تصور واقعہ اور حقیقت سے تبدیل ہو جائے گا پھر قلب عشق الٰہی سے اس طرح جوش مارے گا جیسے ہانڈی آگ پر جوش مارتی ہے ،،**له ازيز كازيز المر جل**،، پھر قریب و پاس بیٹھنے والے بھی اسکی حرارت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے پھر دل کا حال وہ ہو جاتا ہے جو کسی شاعر نے کہا ہے

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار

جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اسی طرح ما سوا اللہ دنیا و اس کی حقیقت دل سے اس طرح نکلتی ہے کہ پھر اس کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی پھر حال یہ ہو جاتا ہے

ما آبروئے فقر وقناعت نمی بریم

با میر خاں بگوئے کہ روزی مقدر است

پھر اس مقام پر پہونچ کر قلب اس کا مصداق ہو جاتا ہے،،**قلب المؤمن بيت الله**،، پھر رجس واوثان کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

پھر قلب اس لائق ہو جاتا ہے کہ شیشہ سے زیادہ اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔

کعبہ کوڈھانے والے وہ اور کوئی ہوں گے

ہم کفر جانتے ہیں دل توڑنا کسی کا

اور جب اسم ذات کا ذکر کرے خواہ دوضربی ہو یا ایک ضربی اس وقت یہ تصور ہو کہ اللہ کی محبت کو اپنے دل میں بھر رہا ہوں اور پوری قوت کے ساتھ اتنی ضرب لگائے کہ بے خودی کی کیفیت پیدا ہو جائے اور بغیر ذکر کے چین نہ ملے۔

ذکر اسم ذات کی مقدار

ذکر دوازدہ تسبیح میں حضرات مشائخ طریقت کا معمول عموماً یہ رہا ہے کہ وہ اثبات ونفی اور اثبات مجرد میں اضافہ نہیں فرماتے البتہ اسم ذات میں بالتدریج اضافہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ایک لاکھ پچیس ہزار تک اسم ذات کا ایک دن میں ذکر سالکین نے کیا ہے پھر ان کا حال وہ ہو جاتا ہے جو کسی نے کہا ہے۔

من تن شدم تو جاں شدی من جاں شدم تو تن شدی

تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اسم ذات کے ذکر کا اعلیٰ وانتہائی مرتبہ،، 125000 ,, ایک لاکھ پچیس ہزار ہے اور ادنیٰ کم از کم مرتبہ 12000 بارہ ہزار ہے اور درمیانی مرتبہ 24000 چوبیس ہزار ہے۔

اپنی قوت وطاقت کا لحاظ رکھتے ہوئے بالتدریج باجازت مرشد وشیخ اضافہ کرتا رہے تا آنکہ اعلیٰ مرتبہ ومقام تک پہونچ جائے۔اور ذکر لسانی اس کے قلب کو دائمی ذکر میں مشغول کردے اس طرح ذکر کی یہ ترکیب کامل ہو جائیگی اور جب ترکیب کامل

ہوجائیگی توانشاءاللہ ذاکر مُکَمّل بھی ہوجائیگا۔

کیفیات ذکر

جب ذاکراصول کے مطابق پوری یکسوئی کے ساتھ پابندی سے ذکرکرتا رہتا ہے تو ایک دن وہ بھی آتا ہے کہ اس کا مردہ قلب زندہ ہوجاتا ہے اوراسم ذات کی مسلسل ضربوں سے وہ جاگ اٹھتا ہے اور چونکہ قلب سارے اعضاء کامرکز وسینٹر ہے ،،ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الآ و هی القلب ،،الحدیث ،،

اس لئے جب قلب میں حرکت شروع ہوجاتی ہے تو اس کے ماتحت دوسرے اعضاء بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے چنانچہ کبھی ہاتھ میں حرکت شروع ہوجاتی ہے کبھی پاؤں میں حرکت ہونے لگتی ہے کبھی سرحرکت کرنے لگتا ہے کبھی اس کا پورابدن متحرک ہوجاتا ہے نوبت بایں جارسید کہ ایک وقت وہ بھی آتا ہے کہ پوری کائنات اس کومتحرک نظر آنے لگتی ہے اس وقت ذاکرکواپنے شیخ ومرشد کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اوراپنے احوال کی اطلاع کرکے ہدایات کے مطابق چلنا چاہیئے اوران کیفیات کے پیدا ہونے سے گھبرانا نہیں چاہیئے یہ ذکر کی کیفیات ہیں لیکن اس کوکمال نہ سمجھے ورنہ ترقی رک جائیگی اورزوال شروع ہوجائیگا بلکہ معمولات کی پابندی رکھے اس لئے کہ یہی ترقی کا زینہ ہے۔

اس کے بعد جب ذکر میں مزید رسوخ پیدا ہوجاتا ہے تو قلب میں ذکر کا نور پیدا

ہوتاہ ہے پھر وہ نور بالتدریج قلب سے ماتحت اعضاء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تا آنکہ پورے جسم میں وہ نور پھیل جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انوارات کا ظہور شروع ہو جاتا ہے کبھی کبھار انکشافات بھی شروع ہو جاتے ہیں جس کو کشف بھی کہتے ہیں۔

اس موڑ پر پہونچ کر سالک کو چاہیئے کہ ان امور کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ مقصود کی طرف چلتا رہے یہ سب اس طریق کی کھاڑیاں ہیں جو ان خاروں میں الجھا وہ تنزل کی کھاڑی میں جا گرتا ہے مکشوفات کا اظہار نہ ہو حضرات صوفیاء مکشوفات کو اس طرح چھپاتے ہیں جس طرح حائضہ عورت کرسف کو چھپاتی ہے اور نہ ہی اس کو کمال سمجھے بلکہ مقصود، دیدار باری ہے رضائے باری ہے، حب وعشق باری ہے، عرفان باری ہے لہذا سالک کو اپنے شیخ کا درباری بنے رہنا چاہیئے چونکہ ابھی وہ دُربار نہیں ہوا ہے جو بار ہوئے ہیں وہ ان امور کی طرف بار بار کیا ایک بار بھی نہیں دیکھتے وہ چلتے رہتے ہیں۔ ذاکر اس مقام پر پہونچ کر کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اس کا حال یہ ہوتا ہے

گہ شادم گہ غمگیں از حال خودم غافل ☆ عالم بیخودی میں میں شاداں کبھی حزیں کبھی

گہ گریم گہ خندم چوں طفل بخواب اندر ☆ رووں کبھی ہنسوں کبھی جس طرح طفل خواب میں

اور کبھی کہنے لگتا ہے۔

بہر چیزے جمال یار دیدم ☆ بہر سو جلوۂ دیدار دیدم

ہمہ دیوانہ از زلف تو روئے ☆ جنید و شبلی و عطار دیدم

اور کبھی یہ کہتا ہے۔

چوں یک جرعہ رسی از وے بحافظ

ہمہ عقل وخرد بے کار دیدم

کبھی ذاکر یہ کہتا ہے۔

دریا رود از چشم لب تر نہ شود ہرگز ☆ دریا بہاؤں آنکھ سے پھر بھی رہوں میں خشک لب

ایں رمز عجائب بیں لب تر نہ بآب اندر ☆ رمز عجیب دیکھئے تشنہ ہوں جوئے آب میں

لیکن ان سب کے باوجود سالک کو چلتے رہنا چاہیئے اور یہ کہتے رہنا چاہیئے

جو مانگا ہے جو مانگینگے وہی لیں گے وہی لیں گے

مچل جائیں گے روئیں گے کہیں گے ہم یہی لیں گے

اپنا کمال نہ سمجھے

لیکن ان احوال وکیفیات کو اپنا کمال نہ سمجھے بلکہ اپنے مرشد وشیخ کا فیض سمجھے اور اپنے قلب پر نگاہ رکھے اور معمولات میں لگا رہے اگر اپنا کمال سمجھا پھر وہیں سے زوال شروع ہو جائیگا۔ اس طریق کے بہت سے شہسوار انہی امراض کے شکار ہو کر مقصود سے دور جا پہونچے اس لئے احتساب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

طریقت کی رکاوٹیں

کبھی ذاکر انتشار وتشتت قلبی کا شکار ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انبساط قبض سے تبدیل ہو جاتا ہے ذکر میں دل نہیں لگتا، معمولات سے طبیعت گھبراتی ہے بے کیفی پیدا ہو جاتی ہے لغو وبے کار خیالات کا شکار ہو جاتا ہے۔

اس کے مختلف اسباب ہیں کبھی اپنے اوپر بہت سی غیر ضروری پابندیوں کے عائد کر دینے کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ مباحات کا استعمال شروع کر دے اور عائد کردہ پابندیوں کو تاواپسی انبساط اٹھادے۔

کبھی منکرات وممنوعات کے ارتکاب کی وجہ سے ہوتا ہے ایسی صورت میں ان منکرات محظورات کو فوراً ترک کر دے اور اس سے توبہ واستغفار کرے،

کبھی ناجنسوں کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے ایسی صورت میں ان لوگوں کی مجالست ومصاحبت ترک کر دے۔

کبھی اپنے مرشد کی بے حرمتی اور اس کے سلسلہ میں غیر مناسب تصورات وہفوات کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ فوراً اپنے مرشد سے معافی مانگے اور ادب واحترام کو بحال کرے۔

کبھی حقوق العباد کی کوتاہی اور غلط مال کے استعمال کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ،، **ادوا کل ذی حق حقه**،، الحدیث ہر صاحب حق کا حق ادا کرے اور غلط مال کو واپس کرے جس کا حق دبایا ہوا اس کو واپس دے۔

قبض باطنی کے ازالہ کا طریقہ

حضرات مشائخ طریقت نے قبض باطنی کے ازالہ کا ایک مخصوص نسخہ بھی تجویز کیا ہے جس کے استعمال کے بعد انبساط کے آنے کی پوری امید ہے۔ غسل کر کے نیا کپڑا پہن کر خوشبو لگا کر خلوت خانہ میں بیٹھ جائے اور تین مرتبہ سورہ اخلاص تین مرتبہ معوذتین پڑھکر بائیں مونڈھے کی طرف دم کر دے، اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر یہ کلمات پڑھے ،، **اللهم طهر قلبي عن غيرك و نور قلبي بنور معرفتك ابداً ابداً يا الله يا الله**،، چند مرتبہ اس کو پڑھنے کے بعد ذکر میں مشغول ہو جائے۔ اس کے لئے مخصوص ذکر یہ ہے بائیں طرف یا نور دائیں طرف یا نور اور قلب پر یا نور کی مسلسل ضرب لگائے، اس طرح مسلسل دو چار مرتبہ طریقہ مذکورہ بالا کو اپنانے سے انشاءاللہ چین وسکون، انبساط وانشراح، دلجمعی و یکسوئی حاصل ہو جائیگی۔

اسی طرح یا اللہ۔ یا فتاح، یا باسط، ان کلمات عالیہ میں سے کسی کلمہ کی ضرب قلب اور دائیں بائیں شانہ پر لگائے تب بھی بے چینی طبع کا ازالہ ہو جاتا ہے،

لیکن یہ ذہن میں رہے کہ اپنے شیخ ومرشد کو اپنے حالات سے ضرور آگاہ کر دے اور وہ پھر جو نسخہ تجویز کرے اسی کو اولیت واہمیت دے۔

بیان خطرات

حضرات سالکین کو چاہیئے مواضع خطر کو بھی ذہن میں رکھیں تاکہ ذکر سہ ضربی و چہار ضربی کے وقت کام دے سکے ۔حضرات صوفیاء نے دائیں گھٹنے میں خطرۂ نفسانی ،اور بائیں گھٹنے میں خطرۂ شیطانی ،اور دائیں شانہ میں خطرۂ ملکی اور قلب میں خطرۂ رحمانی کی تصریح کی ہے لہذا ذاکر کو چاہیئے کہ بوقت ذکر ان خطرات کو ذہن میں رکھے۔

توجہات شیخ

ارباب باطن کے یہاں توجہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی افادیت سے انکار کی گنجائش نہیں نفس توجہ تو دیگر حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے چنانچہ حضرت تھانویؒ نے ایک پرندہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ پہاڑی کی چوٹی پر انڈا دینے کے بعد اپنی توجہ ہی کے ذریعہ انڈے کو سیتی ہے یہاں تک کہ اس سے بچہ باہر نکل آتا ہے اہل کمال اہل نظر کی نظر میں یہ ایک حقیقت ہے حضرات مشائخ کرام بھی اپنے مریدین ،مسترشدین متعلقین ،محبین کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں یہ توجہ غائبانہ اور حاضرانہ دونوں طرح ہوتی ہے حاضرانہ توجہ تو اس طرح ہوتی ہے کہ مرشد اپنے کو مکمل یکسو اور ہر طرح سے خالی الذہن ہو کر اپنے مسترشد کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس تصور کے ساتھ قلب کو مرید کے قلب کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ کیفیات کو قلب مرید میں جذب کر رہا ہوں اور کبھی مرید کو سامنے بٹھا کر اپنے قلب کو مرید کے قلب

کے قریب ومقابل کر کے شیخ اسم ذات کی ضرب اس کے قلب پر لگاتا ہے جس کی تعداد ایک سو ایک ہوتی ہے اور شیخ اسطرح مرید کے خوابیدہ قلب کو بیدار کر کے اس کو اللہ کے پاک نام سے لذت آشنا کر دیتا ہے اور اپنی قلبی حرارت کے ذریعہ مرید کے قلب کو بھی گرما دیتا ہے پھر جس طرح وہ انجن جس میں اسٹیم تیار ہو تو وہ چلنے لگتا ہے اور چلتا چلا جاتا ہے اسی طرح ایسا مرید بھی شیخ کی توجہ کے طفیل چلنا شروع کرتا ہے تو چلتا چلا جاتا ہے۔

یہ تو توجہ حاضرانہ ہے، غائبانہ توجہ اس طرح ہوتی ہے کہ شیخ مکمل یکسوئی کے ساتھ اپنے مرید ومسترشد کا تصور کرتا ہے اور اس کے بعد اس کی طرف فیضان فیض کرتا ہے اور وارلس کی طرح جس میں کوئی تار نہیں پھر بھی پیغام رسانی ہوتی ہے قلب شیخ سے قلب مرید کی طرف فیضان فیض ہوتا ہے۔

اسی طرح کبھی مرید کو اپنے مرشد وشیخ کے تصور کی ضرورت پڑتی ہے گو کہ اہل ظاہر کے نزدیک یہ کوئی چیز نہیں لیکن ارباب باطن اور اصحاب معنیٰ نے اس کی افادیت وضرورت کو تسلیم کیا ہے

بہار عالم حسنش دل وجاں تازہ میدارد

برنگ اصحاب صورت را بوار باب معنیٰ را

چنانچہ متعدد واقعات اس کی افادیت کے سینوں اور سفینوں میں موجود ہیں حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ حضرت شاہ وصی اللہ صاحب فتحپوری ثم الہ آبادیؒ کے ایک مرید باصفا کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک بار ٹرین کا سفر تھا کنارہ والی سیٹ پر مرید

صاحب بیٹھے ہوئے تھے اوراسی کیبن میں ایک موٹا پنڈت مرتاض قسم کا بیٹھا ہوا تھا اس نے سفید پوش ڈاڑھی والے میاں صاحب کو اپنے سامنے دیکھا تو اس نے شرارت کی اور تصرف کرنا شروع کیا مرید نے جب محسوس کیا کہ قلب کی کچھ حالت دیگر گوں ہو رہی ہے تو فوراً گردن جھکا کر آنکھ بند کی اور تصور شیخ میں مصروف ہو گیا کچھ دیر کے بعد کیفیت بحال ہوگئی اور سکون ہو گیا الغرض اس طرح تین بار پنڈت نے تصرف کیا اور تینوں مرتبہ مرید نے تصور شیخ کے ذریعہ اس کے تصرف کو کاٹ دیا تب پنڈت نے کہا جاؤ بچ گئے تمہارا پیر بہت مضبوط ہے۔

یہ قصہ واپسی پر مرید نے حضرت شاہ صاحبؒ کو سنایا تو حضرت نے کوئی نکیر نہیں فرمائی بلکہ یہ فرمایا بہت اچھا کیا اللہ نے تمہاری حفاظت فرمائی۔

قلب کا متوجہ ہونا ،فکر ہونا ، دعائیں کرتے رہنا ، یاد رکھنا ، پوچھتے رہنا انہی امور کا حاصل توجہ ہے اور انہی راستوں سے شیخ کا فیضان باطنی ہوتا رہتا ہے۔

لطائف ستہ کی تعیین

حضرات صوفیاء کرام کے یہاں لطائف ستہ کے نام سے چھ لطیفے مشہور ہیں جو انوار و برکات کے محل ہیں سالکین کی توجہات کے مراکز ہیں جن سے بڑے بڑے ناواقف ہیں بڑوں کی مجلس میں ناکارہ نے بارہا یہ سوالات بڑوں کی زبانی سنا ہے دل چاہتا ہے کہ لطائف ستہ کی تعیین ان کی جگہیں ان کے انوارات کا بھی ذکر ہو جائے

تاکہ سالکین کے پیش نظر رہے۔ لطائف ستہ

(۱) لطیفۂ قلبی (۲) لطیفۂ روحی (۳) لطیفۂ نفسی (۴) لطیفۂ سری (۵) لطیفۂ خفی (۶) لطیفۂ اخفیٰ

مواضع لطائف ستہ

(۱) لطیفۂ قلبی کا محل بائیں پستان سے دو انگلی نیچے ہے (۲) لطیفۂ روحی کا محل داہنے پستان سے دو انگلی نیچے ہے (۳) لطیفۂ نفسی کا محل ناف کے نیچے ہے (۴) لطیفۂ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے (۵) لطیفۂ خفی کا محل ابرو (بھنو) کے اوپر یعنی پیشانی ہے (۶) لطیفۂ اخفیٰ کا محل ام الدماغ ہے۔

انوارات لطائف ستہ

(۱) لطیفۂ قلبی کا نور سرخ ہے
(۲) لطیفۂ روحی کا نور سفید ہے
(۳) لطیفۂ نفسی کا نور زرد (پیلا) ہے
(۴) لطیفۂ سری کا نور سبز ہے
(۵) لطیفۂ خفی کا نور نیلا ہے
(۶) لطیفۂ اخفی کا نور سیاہ ہے

اذکار لطائف ستہ

لطائف ستہ کے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر آنکھ اور ہونٹ بند کر لے اس کے بعد سانس ناف کے نیچے سے لیکر قلب میں اس کو روک دے اس بعد لفظ لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہونچائے اور الہ کو گلے سے شروع کرے اور لطیفۂ روحی تک

پہونچائے اس کے بعد الا اللہ کی ضرب دل پراس طرح لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہونچے۔

ذاکر کو چاہیئے کہ یہ ذکر ایک سانس میں ایک ہی دفعہ کرے اور بالتدریج آگے بڑھتا رہے اور اکیس مرتبہ پر آکر روک دے لیکن اگراس سے آگے بڑھنا ہوتو اپنی قوت و ہمت کا خیال رکھتے ہوئے آگے بڑھے البتہ طاق عدد کا ضرور خیال رکھے اوراسی طرح مدوشد کا بھی خیال رکھے تاکہ اس کا اثر ظاہر ہواوراس کی لذت حاصل ہو نیز ذاکر کو چاہیئے کہ اس ذکر میں غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے اور یہ تصور بالتدریج اس درجہ آگے بڑھے کہ نفی کے وقت اپنے وجود کی بالکلیہ نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت ذات باری وصفات باری کا مکمل ظہور ہونے لگے۔

دل کے دو راستے

ذاکر کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ہرانسان کے قلب میں دو منافذ (سوراخ) ہیں ایک اوپر کی طرف جس کا تعلق جسم سے ہے دوسرا نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے جب ذاکر اپنے کو مکمل طور پر ہر چہار جانب سے ذکر میں مصروف کر لیتا ہے تو اس کے قلب کا اوپر والا دروازہ کھل جاتا ہے لیکن قلب کا نیچے کا دروازہ بغیر ذکر خفی (حبس دم) کے نہیں کھلتا ہے اس لئے حضرات چشتیہ وقادریہ نے حبس دم کو اذکار میں اصل الاصول اور شرط قرار دیا ہے البتہ حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں قرار دیتے لیکن اس کی افادیت اوراولیت کے وہ بھی قائل ہیں۔

انوارات مختلفہ

ذکر کے انوارات کا وجود میں آنا ذکر کے لوازمات میں سے ہے جب ذاکر اس مقام پر پہونچ جاتا ہے کہ زبان کے ساتھ اس کا قلب بھی ذاکر ہو جاتا ہے اور ذکر ذاکر کے تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے تو اس کے بعد مختلف قسم کے انوارات کا ظہور ہونے لگتا ہے درج ذیل سطور میں ان انوارات کا تعارف کرایا جا رہا ہے تا کہ ذاکر کو سمجھنے میں آسانی ہو لیکن یہ یاد رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ان انوار کے ظہور کو ذاکر کمال نہ سمجھے ورنہ ترقی رک جائیگی۔

(۱) اگر داہنے شانے کی طرف کسی رنگ کا ظہور ہو تو اسے فرشتوں کا نور سمجھے

(۲) اگر داہنے مونڈھے سے کچھ ہٹ کر یا آنکھوں کے برابر کوئی نور ظاہر ہو تو اسے مرشد کا نور سمجھے۔

(۳) اگر بائیں شانے کی طرف کسی نور کا ظہور ہو تو اسے دنیا یا شیطان کا نور سمجھے۔

(۴) اگر سبز پوش کوئی انسان ظاہر ہو تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے۔

(۵) اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو اسے خناس کا نور سمجھے۔

(۶) اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے نکلتا ہوا ظاہر ہو تو اسے دل کا نور سمجھے۔

(۷) اگر خالص سفید نور ظاہر ہو تو اسے روح کا نور سمجھے۔

(۸) اگر سفید نور سر کی جانب سے ظاہر ہو تو اسے بھی روح کا نور سمجھے۔

اگر کسی ذاکر کو ان انوارات میں سے کوئی بھی نور دیکھائی نہ دے تو وہ مایوس نہ ہو اور اس کی وجہ سے ذکر ترک نہ کرے اس لئے کہ انوارات کا ظہور مقصود اور مطلوب نہیں ہے۔

ذکر کے مختلف اسماء اور ان کے طریقوں کا بیان

حضرات صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر کے بہت سے نام ہیں اور بہت سے اقسام ہیں درج ذیل سطور میں ان اذکار کے نام اور طریقے بیان کیئے جاتے ہیں تا کہ جو حضرات ان سے نا آشنا ہیں کم از کم اسماً و رسماً ہی سہی آشنا تو ہو جائیں اگر چہ ہمارے اکابر و اسلاف و مشائخ طریقت ان تمام مراحل سے گذر چکے ہیں اور ان حضرات کی خانقاہیں کسی زمانہ میں ان اذکار سے مکمل طور پر آباد تھیں لیکن افسوس آج تو ان اذکار کے ناموں سے بھی لوگ آشنا نہیں رہ گئے اگر کسی نے اس طریق میں قدم بھی رکھا تو دوازدہ تسبیح تک ہی وہ رہ گئے

(۱) ذکر ناسوتی
(۲) ذکر ملکوتی
(۳) ذکر جبروتی
(۴) ذکر لاہوتی
(۵) ذکر قلندری
(۶) ذکر حدادی
(۷) ذکر ارّہ
(۸) ذکر جاروب القلب
(۹) ذکر سرمدی
(۱۰) سلطان الاذکار

یوں تو حضرات سالکین کے یہاں اس کے بھی آگے اور اذکار ہیں لیکن خادم انہیں اذکارِ عشرہ کے ذکر پر اکتفاء کرتا ہے مقصد اذکار و اشغال ذاکرین کا صرف نمونہ پیش کرنا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے مشائخ کن کن مجاہدات سے گذر کر اس مقام تک پہونچتے تھے جن کو دیکھنے کو آج ہماری نگاہیں ترستی ہیں۔

اب درج ذیل سطور میں ان اذکار کے طریقے بیان کئے جا رہے ہیں جن ناموں سے آپ کے کان مانوس ہو چکے ہیں۔

(۱) **ذکر ناسوتی** ۔ لااله الا الله اثبات ونفی کے ذکر کو ذکر ناسوتی کہتے ہیں اس کا طریقہ تفصیل کیساتھ ،، ذکر دوازدہ تسبیح کا طریقہ،، عنوان کے تحت گذر چکا ہے اس کو دیکھ لیں

(۲) **ذکر ملکوتی** ۔ اثبات مجرد (الا الله) کے ذکر کو ذکر ملکوتی کہتے ہیں اس کا بھی طریقہ تفصیل کے ساتھ گذر چکا ہے۔

(۳) **ذکر جبروتی** ۔ اسم ذات (الله) کے ذکر کو ذکر جبروتی کہتے ہیں اس ذکر کا طریقہ بھی ذکر دوازدہ تسبیح کے تحت گذر چکا ہے۔

(۴) **ذکر لاھوتی** ۔ ذکر لاہوتی ،، ھوھو،، کے ذکر کو ذکر لاہوتی کہتے ہیں یہ ذکر کسی ذاکر سے سیکھنا ہوگا صرف کتاب کے پڑھنے سے صحیح انداز تک پہونچنا ممکن نہیں بلکہ جتنے اذکار ہیں وہ سب اپنے مرشد سے معلوم کرنے کے بعد ہی کئے جا سکتے ہیں صرف کتاب پڑھکر حد تام تک پہونچنا ناممکن ہے

(۵)**ذکر قلندری** ۔ذکر قلندری کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دوزانو بیٹھ جائے اس کے بعد سر کو ناف کے برابر لیجا کر اسم ذات یعنی لفظ اللہ کی ضرب ناف پر لگائے اور ھـــو کی ضرب سر کو اٹھانے کے بعد دل پر لگائے اور اس ذکر کو کرتے وقت اپنے دونوں گھٹنوں کو مضبوط پکڑے رہے اور دل دماغ کی قوت کا لحاظ کرتے ہوئے تلقین و باجازت مرشد اس ذکر کو بتلائے ہوئے مقدار کے مطابق کرتا رہے اس کے بعد ایک وقت آئیگا کہ ذاکر خود اس کی لذت سے آشنا ہو جائے گا۔

(۶)**ذکر حدادی** ۔ذکر حدادی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دوزانو بیٹھ جائے اور اثبات و نفی کا ذکر اس طرح کرے کہ **لا الـــہ** کو بائیں گھٹنے سے شروع کر کے داہنے گھٹنے پر لائے اس کے بعد سر کو داہنے مونڈھے پر پہونچا کر الہ کو ختم کرنے کے ساتھ دونوں گھٹنوں سے کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر **الا اللہ** کی ضرب قلب پر لگائے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر قلب کی طرف پوری قوت سے لا کر اشارہ کرے جیسے لوہار ہتھوڑا اٹھا کر لوہے پر مارتا ہے۔

یہ ذکر بھی انہی اذکار میں سے ہے جس کو سمجھنے کے لئے شیخ کامل اور مرشد کی ضرورت ہے اس کے بغیر یہ ذکر صرف کتاب کے مطالعہ سے نہ سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی عمل میں لایا جا سکتا ہے اس لئے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو شوق میں نفع کے بجائے نقصان ہو جائے

(۷)**ذکر ارّہ** ۔ذکر ارّہ کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر کو چاہیئے کہ ذکر شروع کرنے سے

پہلے اپنی آنکھ بند کرلے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس لے اور اسی سانس کے ذریعہ اسم ذات (یعنی لفظ اللہ) کو ناف سے کھینچ کر داہنے مونڈھے تک پہونچائے اور ھو کی ضرب دل پر لگائے۔ جس طرح نجار لکڑی پر آرہ کھینچتا ہے۔

لیکن یہ ذکر بھی انہی اذکار میں سے ہے جو بغیر مرشد کی تلقین کے نہیں کئے جا سکتے۔ نیز اس کی تعلیم بھی کسی کامل شیخ سے لینا ضروری ہے۔

(۸) **ذکر جاروب القلب** ۔ذکر جاروب القلب کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دو زانو بیٹھ جائے اس کے بعد اثبات ونفی (لا الـه الا الـلـه) کا ذکر اس طرح شروع کرے کہ لا الـــه کو بائیں گھٹنے سے شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے مونڈھے کی طرف لے جائے اور تھوڑا سا سر کو کمر کی طرف جھکا کر الہ کو ختم کر دے اور وہیں سے الا الـلـــه کی ضرب شروع کرے اور قلب پر لگائے اور یہ ضرب پوری قوت کے ساتھ لگانی چاہیئے۔

(۹) **ذکر سرمدی** ۔ذکر سرمدی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر اپنے حواس خمسہ کو انگلیوں سے یا روئی سے بند کر لے اور یکسو ہو کر خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں مکمل یکسو ہو کر مشغول ہو جائے یہ عمل مسلسل کرنے سے اس کو یہ آواز سنائی دینے لگے گی ایک دن وہ بھی آئیگا کہ حواس خمسہ کے کھلے ہونے کے باوجود یہ آواز سنائی دیگی جب یہ کیفیت پورے جسم میں سرایت کر جاتی ہے تو پورے بدن سے ایسی آواز آنے لگتی ہے جیسے گنبد سے آواز آرہی ہو۔

(۱۰)**سلطان الاذکار** ۔ذاکرکو چاہیئے کہ سر سے پاؤں تک ہر جوڑ ہر عضوحتی کہ ہر ہر بال کی طرف پوری قوت ویکسوئی کے ساتھ متوجہ ہوکر اسم ذات (اللہ) کا تصور کرے اوراس میں اس درجہ مشغول ہوکہ جسم کا ہر جوڑ بلکہ ہر ہر بال ذکر کرنے لگے حتیٰ کہ اگراس کی طرف سے کوئی توجہ ہٹانا چاہےتو توجہ کا ہٹانا ممکن نہ ہو۔

اسم ذات کی ضربوں کے طریقے

اسم ذات یعنی لفظ اللہ کے ذکر کے متعدد طریقے حضرات صوفیاء وسالکین کے یہاں رائج تھےعنوان بالا کے تحت وہ طریقے نذر قارئین کیئے جارہے ہیں تاکہ اہل شوق واہل طلب کی معرفت میں اضافہ ہولیکن یہ ذہن میں رہے کہ بغیر شیخ کامل یا مرشد کی اجازت کے ان اذکار کوشروع نہ کریں اسم ذات کا ذکر ایک ضربی سے ہفت (سات) ضربی تک حضرات مشائخ نے کیا ہے۔

(۱)اسم ذات ایک ضربی

ایک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چہارزانو بیٹھ جائے اورآنکھیں بند کرلےاس کے بعدسرکوداہنے مونڈھے کی طرف لے جائے اور پوری قوت کے ساتھ لفظ اللہ کی ضرب قلب پرلگائے۔

(۲)اسم ذات دوضربی

اسم ذات دوضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چہارزانو بیٹھےاورآنکھیں بند کرلےاورلفظ

اللہ کی پہلی ضرب روح (داہنے پستان) اور دوسری ضرب قلب پر لگائے۔

(۳) اسم ذات سہ ضربی

اسم ذات سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چہار زانو بیٹھے اور آنکھیں بند کرلے اور لفظ اللہ کی پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر دوسری ضرب بائیں گھٹنے پر اور تیسری ضرب قلب پر لگائے۔

(۴) اسم ذات چہار ضربی

اسم ذات چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا طریقہ پر بیٹھے اور لفظ اللہ کی پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر دوسری ضرب بائیں گھٹنے پر اور تیسری ضرب روح پر اور چوتھی ضرب قلب پر لگائے۔

(۵) اسم ذات پنج ضربی

اسم ذات پنج ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا طریقہ پر بیٹھے اور لفظ اللہ کی پہلی ضرب دائیں مونڈھے پر دوسری ضرب بائیں مونڈھے پر تیسری ضرب آگے اور چوتھی ضرب پیچھے اور پانچویں ضرب دل پر لگائے۔

(٦) اسم ذات شش ضربی

اسم ذات شش ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا طریقہ پر بیٹھے اور لفظ اللہ کی پہلی ضرب داہنی طرف دوسری ضرب بائیں طرف تیسری ضرب آگے چوتھی ضرب پیچھے پانچویں ضرب آسمان کی طرف اور چھٹی ضرب دل پر لگائے۔

(۷)اسم ذات ہفت ضربی

اسم ذات ہفت ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا طریقہ پر بیٹھ جائے اس کے بعد لفظ اللہ کی پہلی ضرب دائیں دوسری ضرب بائیں تیسری ضرب آگے چوتھی ضرب پیچھے پانچویں ضرب نیچے چھٹی ضرب اوپر آسمان کی طرف اور ساتویں ضرب دل پر لگائے۔
یہ وہ اذکار ہیں جن کو ہمارے مشائخ نے کیا ہے اور اس کی لذت سے آشنا ہو کر وہ دنیا سے گئے اور ان اذکار میں **اینما تولوا فثم وجه الله** کا تصور کرے اگر کوئی ذاکر ان اذکار کو پابندی کے ساتھ کریگا تو اس کو ہر شئی سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگے گی اور ہمہ وقت وہ ذکر کیا یک خاص فضا میں رہیگا اور لذت آشنا ہونے کے بعد اس فضا کو چھوڑنا یا اس سے دور رہنا اپنے لئے موت تصور کریگا۔

پاس انفاس کا طریقہ

پاس انفاس ایک ایسا لطیف و نفیس عمل ہے جس کو کرنے کے بعد قلب کا تنقیہ تصفیہ، تخلیہ، تجلیہ لازمی ہے اور ذاکر کے ذکر کی ترتیب اسی وقت کامل ہوتی ہے جب زبان کے ساتھ قلب بھی ذاکر ہو جائے اور یہ عمل تمام سلسلوں میں رائج ہے البتہ حضرات نقشبندیہ کے یہاں زیادہ زور ذکر قلبی پر ہے اور زبان کے ساتھ قلب کا ذاکر ہونا ناممکنات میں سے نہیں ہے۔

ایک عجیب واقعہ

آج سے تقریباً ۲۰ سال قبل کی بات ہے میں بذریعہ بس بنارس جا رہا تھا بندرا بازار میں بس رکی تو میری سیٹ کے آگے ایک صاحب آکر بیٹھے وضع قطع کے ساتھ چہرہ سے بھی صالح آدمی نظر آرہے تھے میں نے ان سے پوچھا جناب کہاں سے تشریف لا رہے ہیں انہوں نے بتلایا کہ منگراواں سے آرہا ہوں میں نے پوچھا رہنے والے کہاں کے ہیں انہوں نے بتلایا بھوپال کا رہنے والا ہوں

میں نے کہا یہاں کیسے آنا ہوا تو انہوں نے کہا اپنے پیر صاحب کے مزار پر حاضری دینے اور فاتحہ خوانی کے لئے آیا تھا اس کے بعد انہوں نے اپنے پیر صاحب کی ایک بات بتلائی کہنے لگے میں پیشہ کا وکیل ہوں بھوپال میں جب میری ان سے پہلی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا وکیل صاحب کیا یہ ممکن ہے کہ آپ عدالت (کورٹ) میں ہوں آپ کی نگاہ جج پر ہو کان مؤکل کے بیان کی طرف متوجہ ہو دماغ دفاع میں لگا ہو قلم فریق مخالف کے وکیل کے دلائل کو لکھ رہا ہو۔

اور دل اللہ اللہ کر رہا ہو اللہ کی یاد میں مشغول ہو تو میں نے کہا یہ نا ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے اس کے بعد وہ رونے لگے اور روتے ہوئے بولے اس شخص نے اس محال چیز کو ممکن کر کے دکھا دیا۔

اس کے بعد میں نے خود دیکھا کہ ان کا قلب ذاکر ہو گیا اور اللہ اللہ کرنے لگا اور یہ اسی پاس انفاس کی برکت تھی۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا واقعہ

اس کے بعد خادم کو حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی بتلائی ہوئی بات یاد آئی ایک مرتبہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ آرام فرما رہے تھے ایک صاحب نے قلب پر کان لگایا تو سونے کی حالت میں بھی حضرت مدنیؒ کے قلب سے اللہ اللہ کی آواز آرہی تھی۔

اس خادم کو دوازدہ تسبیح کا تو ذکر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے دیا تھا اور اس کے اہتمام کی تلقین فرمائی تھی لیکن پاس انفاس کی تلقین خادم کو حضرت مفتی محمود حسن صاحب ہی نے کی تھی اور الحمد للہ ایک طویل زمانہ تک اس پر عمل رہا اور اسکی لذت محسوس ہوئی اور اپنے بہت سے متوسلین کو بھی اس کی تلقین کی۔

حضرات صوفیاء کی اصطلاح میں پاس انفاس دراصل ہر سانس میں ذکر کا نام ہے یعنی کوئی بھی سانس خواہ اندر آنے والی ہو یا باہر جانے والی ہو بغیر ذکر کے نہ ہو۔

یوں تو پاس انفاس کے بہت سے طریقے ہیں لیکن یہاں پر ہم صرف تین طریقے ذکر کریں گے۔

(۱) اثبات ونفی کا ذکر

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانس لیتے وقت الا اللہ اور سانس باہر نکالتے وقت لا الہ کہے ابتداءً مشکل ہوگی لیکن چند دنوں کے بعد یہ عمل بالکل سہل ہو جاتا ہے تجربہ شرط ہے ۔

(۲) اسم ذات کا ذکر

اس کے دو طریقے ہیں (۱) سانس لیتے ہوئے ،،ھو،، کہے اور سانس باہر کرتے ہوئے لفظ اللہ کہے

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سانس اندر لیتے ہوئے اللہ کہے اور سانس باہر نکالتے ہوئے ،،ھو،، کہے یہ طریقہ پہلے طریقہ کے مقابلے میں سہل ہے۔

اس کو بالتدریج مرشد کی اجازت سے بڑھاتا رہے تا آنکہ اس مقدار پر پہونچ جائے کہ قلب ذاکر ہو جائے اور کوئی بھی سانس ذکر سے خالی نہ ہو۔ آدمی چاہے جس کام میں لگا ہو لیکن اس کا قلب اللہ کی یاد میں مصروف ہو۔

مراقبہ کے اقسام اور ان کا طریقہ

حضرات مشائخ مریدین کو مراقبہ کی بھی تلقین فرماتے ہیں جب ذکر اثبات ونفی اور اثبات مجرد اور اسم ذات میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے اور مرشد یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کو مراقبہ دیا جا سکتا ہے تب مراقبہ کی تلقین فرماتے ہیں۔

مراقبہ دراصل غیر حق اور ماسوا اللہ کی یاد سے دل کو محفوظ رکھنے کا ایک عمل ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ مراقب تنہائی میں باوضو باادب دوزانو قبلہ رخ بیٹھے اور پوری یکسوئی

کے ساتھ سر جھکا کر اس کا تصور کرے جس کا مراقبہ مقصود ہے یوں تو حضرات مشائخ کے یہاں مراقبہ کی بہت سی قسمیں رائج تھیں لیکن ہم یہاں پر ان میں سے صرف چند مراقبوں کا ذکر کریں گے۔

(۱) مراقبہ معیت	(۲) مراقبہ رویت
(۳) مراقبہ موت	(۴) مراقبہ اقربیت
(۵) مراقبہ فنائیت	(۶) مراقبہ وحدت

(۱) مراقبہ معیت کا طریقہ یہ ہے کہ مراقبہ قرآنی آیت **وھو معکم اینما کنتم** اور اللہ معی کو زبان سے کہے اور یہ تصور کرے کہ اللہ ہر جگہ ہر حال میں میرے ساتھ ہے اور اس کا تصور اس قدر کرے کہ مراقب کا یہ حال بن جائے کہ خدا میرے ساتھ ہے۔

(۲) مراقبہ رویت

مراقبہ رویت کا طریقہ یہ ہے کہ قرآنی آیت **الم یعلم بان اللہ یری** اور **اللہ ناظری** کا اس درجہ قوت کے ساتھ تصور کرے کہ مراقب کا یہ حال بن جائے۔

(۳) مراقبہ موت

مراقبہ موت کا طریقہ یہ ہے کہ قرآنی آیت **کل نفس ذائقة الموت** اور **اینما تکونوا یدرککم الموت** کا اس درجہ تصور کرے کہ مراقب کا یہ غلبۂ حال بن جائے۔

(۴)مراقبہ اقربیت

مراقبہ اقربیت کا طریقہ یہ ہے کہ قرآنی آیت **نحن اقرب الیہ من حبل الورید** کا اس درجہ تصور کرے کہ مراقب کی یہ کیفیت بن جائے اللہ مجھ سے قریب ہے

(۵)مراقبہ فنائیت

راقبہ فنائیت کا طریقہ یہ ہے کہ مراقب قرآنی آیت **کل من علیها فان** کا اس درجہ ضور کرے کہ ہر چیز کی فنائیت کا تصور مبدل بہ یقین ہوکر غلبۂ حال بن جائے۔

(۶)مراقبہ وحدت

راقبہ وحدت کا طریقہ یہ ہے کہ قرآنی آیت **ھو الاول ھو الآخر** اور ہمہ اوست کا ں درجہ تصور کرے کہ اللہ کے سوا ہر چیز کا خیال نکل جائے اور ہمہ اوست مراقب کا بۂ حال بن جائے۔

راقبہ میں کمال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مراقب کو مراقبہ سے ہٹانا مشکل ہو جائے ر یہ جبھی ہوگا جب مراقب مراقبہ کی لذت سے آشنا ہو جائے اور اس کے اندر محویت یدا ہو جائے۔

شجرہ سلسلہ حبیبیہ چشتیہ

ا۔اجازنی الشیخ مفتی محمود[1] حسن گنگوہی عن الشیخ مولانا محمد زکریا[2] کاندھلوی عن الشیخ مولانا خلیل[3] احمد سہارنپوری عن الشیخ مولانا رشید[4] احمد گنگوہی عن الشیخ حاجی امداد[5] اللہ مہاجر مکی

۲۔اجازنی الشیخ مولانا عبدالحلیم[1] جونپوری عن الشیخ مولانا محمد زکریا[2] کاندھلوی عن الشیخ مولانا خلیل[3] احمد سہارنپوری عن الشیخ مولانا رشید[4] احمد گنگوہی عن الشیخ حاجی امداد[5] اللہ مہاجر مکی

۳۔اجازنی الشیخ مولانا عبدالحلیم[1] جونپوری عن الشیخ مولانا شاہ وصی[2] اللہ الہ آبادی عن الشیخ مولانا اشرف[3] علی تھانوی عن الشیخ حاجی امداد[4] اللہ مہاجر مکی

حاجی امداد[4] اللہ مہاجر مکی عن الشیخ میاں جی نور[5] محمد جھنجھانوی عن الشیخ حاجی عبدالرحیم[6] عن الشیخ شاہ عبدالباری[7] عن الشیخ شاہ عبدالہادی[8] عن الشیخ عضد[9] الدین عن الشیخ شاہ محمد[10] مکی عن الشیخ شاہ محمدی[11] اکبرآبادی عن الشیخ محب[12] اللہ الہ آبادی عن الشیخ ابوسعید[13] گنگوہی عن الشیخ نظام[14] الدین بلخی عن الشیخ جلال[15] الدین تھانیسری عن الشیخ عبدالقدوس[16] گنگوہی عن الشیخ محمد[17] بن شیخ عارف عن الشیخ محمد عارف[18] بن احمد عن الشیخ عبد[19] الحق ردولوی عن الشیخ جلال[20] الدین پانی پتی عن الشیخ شمس[21] الدین ترک پانی پتی عن الشیخ علاؤ[22] الدین صابر کلیری عن الشیخ بابا فرید[23] الدین شکر گنجی عن الشیخ قطب[24] الدین بختیار کاکی عن الشیخ معین[25] الدین چشتی عن الشیخ خواجہ عثمان[26] ہارونی عن الشیخ خواجہ حاجی شریف[27] زندانی عن الشیخ خواجہ مودود[28] اشرف چشتی عن الشیخ خواجہ ابویوسف[29] چشتی عن الشیخ خواجہ ابومحمد[30] بن ابی احمد عن الشیخ خواجہ ابواحمد[31] ابدالی چشتی عن الشیخ خواجہ ابواسحٰق[32] شامی عن الشیخ خواجہ ممتاز[33] دینوری عن الشیخ خواجہ ابوھبیرہ[34] بصری عن الشیخ ابوحذیفہ[35] مرعشی عن الشیخ خواجہ ابراہیم[36] بن ادہم بلخی عن الشیخ فضیل[37] بن عیاض عن الشیخ عبدالواحد[38] عن الشیخ امام حسن[39] بصری عن الشیخ امیر المومنین حضرت علی[40] عن امام الانبیاء فخر الاتقیاء خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ حبیبیہ چشتیہ

یا الٰہی کن مناجاتم بفضل خود قبول

از طفیل ِاولیائے خاندانِ صابری

شاد فرما روحِ شاں از رحمت و رضوانِ خود

در جوارت دار ایشاں را بقرب دائمی

آباد کن اے خدا قلبِ مُرا از یاد خود

از طفیلِ مفتیِ دینِ حبیب قاسمی

ذکر قلبی کن عطا اے قادرِ مطلق مُرا

بہرِ مولانا زکریا صاحبِ سِرّ نبی

بہرِ مولانا خلیل احمد، ملا ذی فی غدی

ہم رشید احمد رشید باصفاء و سیدی

بہرِ امداد و نبورو حضرتِ عبدالرحیم

عبد باری، عبد ہادی، عضد دیں مکی ولی

ہم محمدی، و محبّ اللہ، شاہ بو سعیدؒ

ہم نظام الدین، جلال، وعبد قدوس احمدی

ہم محمد عارف، وہم عبد حق، شیخ جلال

شمس دیں ترک، وعلاؤ الدین فرید جودھنی

قطب دیں، وہم معین الدین، وعثمان وشریف

ہم بمودود ابو یوسف، محمد احمدی

بو سحاق ، وہم بمشاد و ہبیرہ نامور
ہم حذیفہ، وابن ادھم ، ہم فضیلِ مرشدی
عبدِ واحد ہم حسن بصری ، علی فخر دیں
سید الکونین فخر العالمین بشریٰ نبی
پاک کن قلب مرا تو از خیال غیر خویش
بہرِ ذاتِ خود شفایم دہ زامراض دلی

احسان وتصوف

کرتا ہے مسلماں کو مسلمان تصوف
انساں کو بنا دیتا ہے انسان تصوف
بھر دیتا ہے اذعان ویقیں قلب میں اتنا
کردیتا ہے ایمان کو ایمان تصوف
عابد کو دکھا دیتا ہے معبود کا جلوہ
انوارِ محبت کی ہے پہچان تصوف
عُشّاق کی دیرینہ تمناؤں کا حاصل
محبوب پہ مر مٹنے کا ارمان تصوف
اَمراض سے ہوتی ہیں پریشان جو روحیں
ہے ان کی شفا کے لئے سامان تصوف

رتبہ میں فرشتوں سے بھی بڑھ جاتا ہے انساں
انساں کو عطا کرتا ہے یہ شان تصوف

باطن کو جھکا دیتا ہے اللہ کے آگے
دراصل عبادات کی ہے جان تصوف

دل کو یہ بنا دیتا ہے کعبہ سے بھی بڑھ کر
بندوں پہ ہے اللہ کا احسان تصوف

کر دیتا ہے مفہوم احادیث کو روشن
مومن کو سکھا دیتا ہے قرآن تصوف

کر دیتا ہے سالک کو مشرف بحضوری
واصل بخدا کرتا ہے ہر آن تصوف

جو اپنے مخالف کی دلیلوں سے نہ ٹوٹے
وہ معرفتِ حق کا ہے برہان تصوف

دانا کو ہے معلوم تصوف کی حقیقت
جانے گا بھلا کیا کوئی نادان تصوف

پوچھا تھا جسے سید کونینؐ سے آ کر
جبریلؑ نے بس ہے وہی احسان تصوف

بندوں کو بنا دیتا ہے اللہ کا تابع
کر دیتا ہے اسلام کو آسان تصوف

مومن کو عطا کرتا ہے ایماں کی حلاوت
سالک پہ ہے اللہ کا رضوان تصوف
اظہار تعلق کو ہوس جانئے اے شیخ
واللہ محبت کا ہے کتمان تصوف

مناجات حضرت ابوبکر صدیقؓ

خُذْ بِلُطْفِکَ یَا اِلٰهِیْ مَنْ لَهٗ زَادٌ قَلِیْلٌ
مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ یَأْتِیْ عِنْدَ بَابِکَ یَا جَلِیْلُ

اِنَّهٗ شَخْصٌ غَرِیْبٌ مُذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِیْلٌ
مِنْکَ اِحْسَانٌ وَ فَضْلٌ بَعْدَ اِعْطَاءٍ جَزِیْلٌ

فَاعْفُ عَنِّیْ کُلَّ ذَنْبٍ وَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلُ
سُوْءُ اَعْمَالِیْ کَثِیْرٌ زَادُ طَاعَاتِیْ قَلِیْلٌ

اِنَّ لِیْ قَلْباً سَقِیْمًا اَنْتَ شَافِیْ لِلْعَلِیْلُ
اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

اَعْطِنِیْ مَافِیْ ضَمِیْرِیْ دُلَّنِیْ خَیْرَ الدَّلِیْلُ
قُلْتَ قُلْنَا نَارُ کُوْنِیْ اَنْتَ فِیْ حَقِّ الْخَلِیْلُ

رَبَّنَا اِذْ اَنْتَ قَاضِیْ وَالْمُنَادِیْ جِبْرَئِیْلُ
اَنْتَ یَا صِدِّیْقُ عَاصِیْ تُبْ اِلَی الْمَوْلَی الْجَلِیْلُ

مناجات

الٰہی صدقۂ پیرانِ عظّام
دمِ آخر ہو میرا نیک انجام
طفیل آل و اصحابِ سرافراز
ہو تیرا فضل ہر دم میرا دم ساز
وہ قوت بخش دے اے ربِّ عالم
کہ اپنے نفس پر قابو ہو ہر دم

بوقتِ نزع ہو کلمہ زباں
اُٹھوں نیکوں میں شامل روزِ محشر
غرض دونوں جہاں میں کر تو امداد
بحقِ ہر ہمہ عُبّاد و زُہّاد

ایک جامع دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْه نَبِیُّکَ

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ سب اچھی باتیں جو تیرے نبی

وَحَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ

اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگی ہیں اور ان تمام بری بری باتوں کے

مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ وَحَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ

شر سے پناہ لیتا ہوں جن سے تیرے نبی اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مناجات

ربنا یا ربنا یا ربنا کرلے تو مقبول میری یہ دعا

میرے ظاہر کو الٰہی ٹھیک کر اور ہو ظاہر سے باطن خوب تر

اچھی چیزیں جتنی اے رب العلا تو کیا کرتا ہے لوگوں کو عطا

قسم سے ہو اہل کے یا مال کے جنس سے احوال یا اعمال کے

یا وہ ہو از قسم اولاد وعیال جو مضل ہوں یا الٰہی اور نہ ضال

مانگتا ہوں تجھ سے میں ہر قسم کی اچھی چیزیں اے خداوند غنی

اہل اچھے ہوں مرے اچھا ہو مال اور اچھے ہوں مرے اعمال وحال

اور اچھی ہو مری اولاد بھی آنکھیں ٹھنڈی جس سے ہوں اور خوش ہو جی

ہوں نہ گمراہی میں میں خود مبتلا اور نہ دوں گمراہ اوروں کو بنا

اور توہی مغفرت کا اہل ہے
سب کی بخشائش تجھی پر سہل ہے

درود تُنَجِّینَا

حالات کے تلاطم کا رخ موڑنے والا درود شریف

شیخ صالح موسیٰ الضریر کی کشتی تلاطم میں پھنس گئی بہت پریشان ہوئے تو خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے درج ذیل درود پاک کے کلمات کی تلقین فرمائی خواب سے بیدار ہوتے ہی اس درود کو پڑھنا شروع کیا ابھی تین سو بار ہی پڑھا تھا کہ کشتی بھنور سے نکل گئی اور طوفان سے نجات مل گئی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر

صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ

ایسی رحمتیں جو ہم کو نجات بخش دیں تمام خوفناک حالات اور آفتوں سے

وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ

اور ہمارے لئے اس درود کی برکت سے تمام حاجتیں پوری فرمایئے اور ہم کو

وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئٰاتِ وَتَرْفَعُنَا

اس درود کی برکتوں سے جملہ گناہوں سے پاک کر دیجئے اور ہم کو

بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا

اس درود کی برکت سے اعلیٰ درجوں پر فائز کیجئے اور ہم کو اس درود کی برکت

اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ

سے مقامات کی انتہا پر پہنچایئے ہر قسم کی بھلائیوں سے دنیا کی زندگی

فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔ میں اور مرنے کے بعد بھی۔

درود دافع مصائب

جوشخص مصائب کا شکار ہو اور پریشانیوں میں گھرا ہوا ہو درود پاک کے درج ذیل کلمات کو بعد نماز تہجد قبلہ رخ بیٹھ کر ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ بہت جلد مصائب سے خلاصی ہو جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ صلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا

اے اللہ ہمارے آقا محمد ﷺ پر اتنی

يَبْقٰى مِنْ صَلَوَاتِكَ شَئْءٌ وَّ بَارِكْ عَلٰى

رحمتیں نازل فرما دیجئے کہ آپ کی رحمتوں کا کوئی حصہ ایسا نہ رہ

مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَئْءٌ

جائے جو نازل نہ ہوا اور اے اللہ اتنی سلامتیاں نازل فرما

وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ

دیجئے کہ سلامتی کا کوئی حصہ نہ رہ جائے جو آپ ﷺ

سَلَامِكَ شَئْءٌ پر نازل نہ ہو۔

درود زیارت نبی ﷺ

جو شخص پاک بستر پر داہنا ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر سوئے اور سونے سے قبل درج ذیل درود پاک کم از کم اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھے وہ حضرت رسول پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا، لہٰذا سوتے وقت اس کا اہتمام کریں:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ

اے اللہ آپ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں ان لوگوں کی تعداد کے

حَمِدَکَ وَلَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ

مطابق جنھوں نے آپ کی تعریف کی ہے اور آپ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں

یَحْمَدْ کَ وَلَکَ الْحَمْدُ کَمَا تُحِبُّ اَنْ

ان لوگوں کی تعداد کے مطابق جنھوں نے آپ کی حمد نہیں کی اور آپ ہی کے لئے تمام

تُحْمَدَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ

وہ تعریفیں ہیں جن کو آپ نے اپنے لئے پسند فرمالیا ہے۔ اے اللہ رحمتیں نازل کیجئے ہمارے

مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ

آقا محمد ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد کے مطابق جنھوں نے آپ ﷺ پر درود

مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

نہیں پڑھا اور رحمتیں نازل کیجئے ہمارے آقا محمد ﷺ پر جیسا کہ آپ

کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُصَلّٰی عَلَیْہِ

پسند کرتے ہیں کہ ہمارے آقا پر رحمتیں نازل ہوتی رہیں۔

◉ درود مکمل حاجات وزیارت ◉

درج ذیل درود پاک کا کسی مقصد خیر کے لئے بوقت صبح چالیس روز تک پڑھنا مقصد براری کے لئے مفید ہے اور بارہ ہزار پڑھنے پر سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی

اے اللہ ہمارے آقا محمد ﷺ کی روح پاک پر عالم ارواح

الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی

میں رحمتیں نازل کیجئے اور رحمتیں نازل کیجئے ہمارے آقا محمد ﷺ کے

الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی

جسد اطہر پر عالم اجساد میں۔ اے اللہ رحمتیں نازل کیجئے ہمارے آقا محمد ﷺ

الْقُبُوْرِ اَللّٰھُمَّ اَبْلِغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ

کی قبر پر عالم قبور میں۔ اے اللہ میری جانب سے درود وسلام ہمارے

مِنِّیْ تَحِیَّۃً وَّسَلَاماً.

آقا ﷺ کی روح پاک کو پہنچا دیجئے۔

درج ذیل درود پاک کو بعد نماز مغرب دس مرتبہ متصلاً پڑھنے والے کا خاتمہ ایمان پر ہوگا لہٰذا بعد مغرب بغیر کسی سے بات کیے اس درود پاک کا اہتمام کریں۔

صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَاَنْبِیَآئِہٖ

حق تعالیٰ کی تمام رحمتیں اور حضرات ملائکہ کے درود و حضرات انبیاء

وَرُسُلِہٖ وَجَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ

و مرسلین کے درود و سلام اور اسی طرح تمام مخلوقات کے درود و سلام

وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ السَّلَامُ

ہمارے آقا محمد ﷺ پر نازل ہوں اور آپ ﷺ کی اولادوں پر اے اللہ

وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ہمارے آقا ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اولادوں پر سلام اور برکتیں نازل ہوں۔

تعارف سلاسل اربعہ

(۱) چشتیہ (۲) قادریہ (۳) نقشبندیہ (۴) سہروردیہ

سلاسل اربعہ جب بولا جاتا ہے تو یہی چاروں سلسلے مراد ہوتے ہیں۔

(۱) چشتیہ کی نسبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی طرف ہے

(۲) قادریہ کی نسبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف ہے

(۳) نقشبندیہ کی نسبت حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندی کی طرف ہے

(۴) سہروردیہ کی نسبت حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی کی طرف ہے

عموماً لوگ ان حضرات کے اسماء مبارکہ واحوال سے ناواقف ہیں جس کی وجہ سے اکثر سوالات ہوتے رہتے ہیں اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ تحفۃ السالکین کے اخیر میں سلاسل اربعہ کے مشائخ واکابر کا اجمالی تعارف پیش کردیا جائے تاکہ سالکین کے ساتھ عوام کو بھی یہ معلوم ہوجائے کہ یہ کون سے اکابر ہیں اور کن کی طرف نسبت ہے۔

(۱) خواجہ معین الدین چشتی کے مرشد وشیخ خواجہ عثمان ہارونی ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی کے خلفاء میں مشہور خلیفہ قطب الدین بختیار کاکی ہیں۔

(۲) خواجہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے شیخ ومرشد۔ شیخ ابوسعید المخز می ہیں خواجہ شیخ عبد القادر جیلانی کے خلفاء میں مشہور خلیفہ شمس الدین حداد ہیں

(۳) خواجہ بہاءالدین نقشبندی کے شیخ ومرشد خواجہ امیر کُلال ہیں اور خواجہ بہاءالدین

نقشبندی کے خلفاء میں مشہور خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار ہیں۔

(۴) خواجہ شہاب الدین سہروردی کے شیخ و مرشد خواجہ ضیاء الدین سہروردی ہیں اور خواجہ شہاب الدین سہروردی کے خلفاء میں مشہور خلیفہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ہیں۔

نوٹ۔ کبار مشائخ جو عموماً خواص و عوام کی زباں پر نامزد ہیں جیسے جنید بغدادیؒ سری سقطیؒ، معروف کرخیؒ، داؤد طائیؒ، حبیب عجمیؒ، ابو القاسم قشیریؒ، ابو بکر شبلیؒ، ممشاد دینوریؒ، یہ وہ حضرات مشائخ ہیں جو سلاسل ثلثہ یعنی قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، میں مذکور ہیں باقی درج ذیل مشائخ نظام الدین بلخی، جلال الدین تھانیسری شیخ عبد القدوس گنگوہی، شیخ علاء الدین صابر کلیری، شیخ فرید الدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی، فضیل بن عیاض یہ وہ مشائخ ہیں جو سلسلہ چشتیہ میں مذکور ہیں۔

اسی طرح خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی، خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، شیخ احمد مجدد الف ثانی، خواجہ باقی باللہ بھی سلسلۂ چشتیہ کے سلک مسلسل سے مربوط ہیں۔

(۱)

تذکرہ خواجہ معین الدین چشتیؒ

آپ ۶۳۷ھ میں قصبہ سنجر میں پیدا ہوئے آپ کا نسب گیارہ پشت پر حضرت امام حسین سے ملتا ہے۔آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی اس وقت آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ایک مرتبہ آپ اپنے موروثی باغ میں تشریف فرما تھے کہ ایک مجذوب وہاں پہونچ گئے آپ نے ان کی بہت عزت کی اس پر مجذوب نے ایک پھل چبا کر خواجہ کو دیا وہیں سے آپ کی حالت بدل گئی اور طریقت کی راہ پر چل پڑے سب سے پہلے آپ سمرقند پہونچے وہاں آپ نے حفظ مکمل کیا اس کے بعد عراق کے قصبہ ہارون پہونچے اور خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت ہو گئے اور ایک ہی دن میں آپ کی تکمیل ہو گئی لیکن بیس سال اپنے مرشد کی خدمت میں رہے اس کے بعد اپنے شیخ کے حکم پر ہندوستان تشریف لائے۔۱۰ محرم ۶۶۱ھ کو اجمیر پہونچے اور آبادی سے باہر ایک جگہ قیام فرمایا اور پورے ہندوستان میں وہیں سے ایمان و احسان کا نور پھیلایا مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ ۷۰ سال تک رات کو نہیں سوئے خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل معرفت کی عبادت پاس انفاس ہے اور فرمایا کرتے تھے جو کچھ ملتا ہے خدمت سے ملتا ہے۔ بلاشبہ آپ ہندوستان کے اہل طریقت کے امام ہیں اور سلسلۂ چشتیہ ہندوستان میں آپ ہی سے پھیلا۔ ہندوستان میں نوے لاکھ انسانوں نے آپ کے ہاتھ پر

اسلام قبول کیا۔ بالآخران تمام کمالات کے ساتھ ۶ رجب یوم دوشنبہ ۹۶ سال کی عمر میں ۶۳۲ھ میں اجمیر کی سرزمین کے آغوش میں ہمیشہ کے لئے چلے گئے۔

(۲)

تذکرہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی پیدائش ۴۷۰ھ میں جیلان میں ہوئی اور وفات ۱۰ اربیع الثانی ۵۶۱ھ بغداد میں ہوئی مذہب کے اعتبار سے آپ حنبلی تھےعقیدہ کے اعتبار سے اہل سنت والجماعت کےعقیدہ کے حامل تھےفکری اعتبار سے آپ کا شمار تصوف کےعظیم رجال میں ہوتا ہےطریقۂ قادریہ کی نسبت آپ ہی کی طرف ہے آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بہت سے صوفیاء اپنےکوقادری لکھتے ہیں۔

آپ کے والد ابوصالح موسیٰ عبادت وزہد میں بہت مشہور تھےاوراعمال کے ذریعہ ہمہ وقت مجاہدہ وتزکیہ نفس میں مصروف رہتے آپ کا سلسلۂ نسب چند پشتوں کے بعد حضرت علی سے ملتا ہےآپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔

ابومحمد عبدالقادر بن موسیٰ بن عبداللہ بن یحیٰ بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب

شیخ عبدالقادر جیلانی نے بچپن ہی میں علوم شرعیہ کا اچھا خاصا حصہ حاصل کرلیا تھا باقی علوم کی تکمیل کے لئے شیخ نے بغداد کا سفر کیا ۴۸۸ھ میں ۱۸ سال کی عمر میں خلیفہ

عباسی مستظہر باللہ کے زمانہ میں بغداد تشریف لے گئے اور وہاں ایک مدرسہ میں داخل ہو کر حنابلہ کے کبار مشائخ سے فقہ حاصل کیا اور اس وقت موجود کبار محدثین سے حدیث کا علم حاصل کیا اس کے بعد تیس سال تک اسی مدرسہ میں علوم شرعیہ کے آپ استاذ رہے اسی اثناء آپ کے استاذ و مرشد ابو سعید المخرمی نے ۵۲۱ھ میں ایک مدرسہ میں مجلس وعظ کا انعقاد کروایا ہفتہ میں تین دن آپ وہاں وعظ فرماتے تھے اتوار اور جمعہ کی صبح اور منگل کی شام کو، بالتدریج آپ کے زمانہ کے بہت سے حکام، امراء، وزراء آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہونے لگے اور آپ کے پر اثر بیانات سے متاثر ہو کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے لگے تقریباً ایک لاکھ ڈاکوؤں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کیا اور پانچ ہزار یہود و نصاریٰ آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے آپ امام غزالی کے افکار سے متاثر تھے اسی لئے آپ نے اپنی کتاب الغنیہ کا اسلوب و انداز امام غزالی کی احیاء کا رکھا وعظ کہتے ہوئے حضرت شیخ اس قدر مستغرق ہو جاتے تھے کہ آپ کی پگڑی کی پیچ کھل کر زمین پر گر جاتی تھی آپ کو احساس بھی نہیں ہوتا تھا ابو سعید المبارک المخرمی پیرو مرشد کے انتقال کے بعد آپ کا مدرسہ شیخ کے حوالہ کر دیا گیا اس طرح آپ نے اپنے کو علمی خدمات کے ساتھ تصوف و سلوک، وعظ و ارشاد سے ہمیشہ جوڑے رکھا۔

بالآخر ۱۰ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو آپ نے بغداد میں رہتے ہوئے اس دار فانی کو الوداع کہہ دیا۔

(۳)

تذکرہ شیخ بھاء الدین نقشبندیؒ

شیخ محمد سماسی اپنے مریدین کے ساتھ ایک مرتبہ قصر ہندوانی بستی میں مہمان ہوئے اس وقت شیخ بہاء الدینؒ بچہ تھے ان کے دادا نے شیخ محمد سماسی کی خدمت میں دعا کے لئے اس بچہ کو حاضر کیا شیخ محمد سماسی بچہ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اس بچہ کو میں اپنے لڑکے کے طور پر قبول کرتا ہوں اور اپنے مریدین کو اس کی بشارت دی کہ یہ بچہ اپنے زمانہ کا امام ہوگا خواجہ کے دادا تصوف کی لائن سے ان کی تربیت کرنا چاہتے تھے چنانچہ شیخ بہاء الدین کی جب عمر ۱۸ سال کی ہوئی ان کے دادا نے ان کی شادی کر دی اور اس کے بعد شیخ محمد سماسی کی خدمت مین تحصیل سلوک وطریقت کے لئے ان کو پہونچادیا ۷۵۵ھ میں جب شیخ محمد سماسی کا انتقال ہوگیا تو شیخ بہاء الدین کے دادا ان کو لیکر شیخ امیر کُلال کے پاس پہونچے جو شیخ محمد سماسی کے خلیفہ تھے چنانچہ امیر کُلال کی خدمت میں رہ کر سلوک وطریقت کی وہ تربیت حاصل کرتے رہے اور اسی کے ساتھ شیخ امیر کلال نے کہا میرے شیخ محمد سماسی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ میرے اس بچہ کی تربیت میں کوئی کوتاہی نہ برتنا چنانچہ ایک دن وہ بھی آیا کہ شیخ امیر کلال نے ان سے کہا کہ مجھ کو میرے شیخ نے جو وصیت کی تھی اس وصیت کے مطابق میں نے تمہاری تربیت میں کوئی کوتاہی نہیں کی پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا جو کچھ میرے

سینہ میں تھا میں نے سب کچھ تیرے سینہ مین منتقل کر دیا اور جو کچھ میرے بس میں تھا وہ سب کچھ میں نے منتقل کر دیا اب تم ایک عظیم شخص ہو اب اگر اس کے آگے تم بڑھنا چا ہو تو کسی ایسے شخص کو تلاش کر لو جو مجھ سے زیادہ قابلیت رکھتا ہو اور تم کو اونچے مقام پر پہونچا سکتا ہو چنانچہ اس کے بعد سات سال تک شیخ عارف الدین کرانی جو شیخ امیر کلال کے خلفاء میں سے تھے ان کے پاس گذارے اس کے بعد بارہ سال شیخ ترکی کے پاس ٹھہرے جن نام خلیل آتا ہے چناچہ اس کے بعد سلوک میں وہ کامل و مکمل ہو گئے اور اس سلسلہ کے کام کو سنبھال لیا اور لاکھوں مریدین ان کے فیض سے مستفیض ہوئے اور بہتوں نے ان سے اجازت حاصل کی بالآخر شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ۷۱ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور اپنے اس باغیچہ میں ہمیشہ کے لئے آسودۂ خواب ہو گئے جہاں تدفین کا انہوں نے حکم دیا تھا آپ کی تدفین بخاریٰ کے جس باغیچہ میں ہوئی وہ جگہ آج کی جغرافیائی اعتبار سے اوزبکستان میں ہے۔
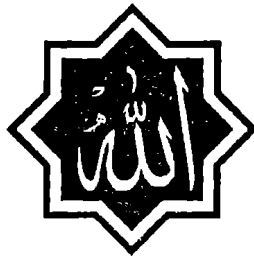
(۴)

تذکرہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی پیدائش ۵۳۲ھ میں ہوئی اور وفات ۵۸۷ھ میں شہاب الدین یحیٰ بن حبش بن امیرک سہروردی شیخ مقتول، شیخ شہید، شیخ اشراق کے ساتھ مشہور ہیں سہرورد ایک شہر کا نام ہے جس کی طرف ان کی نسبت ہے یہ شہر چھٹی ہجری میں آباد ہوا تھا۔

شیخ نے حکمت اور اصول فقہ شیخ مجد الدین جیلی سے حاصل کیا جو کہ امام فخر الدین رازی کے استاذ ہیں اور حکمت میں پورا تبحر حاصل کیا اس کے بعد چند سال عراق و شام میں سیاحت اور مطالعہ میں گذارا اور بہت سے علوم غریبہ میں بھی تبحر حاصل کیا علوم میں تکمیل کے بعد اصفہان شیخ ظہیر الدین فارسی کے پاس پہونچے اور ان سے علم منطق حاصل کیا اور وہیں پر رہتے ہوئے ابن سینا کے افکار سے واقفیت حاصل ہوئی اور ایک زمانہ تک ابن سینا کے افکار و خیالات سے ہم آہنگ رہے اس کے بعد انہوں نے ایران کا سفر کیا اور وہاں قیام کے دوران بہت سے مشائخ تصوف اور بہت سے مجاذیب سے ملاقات کی اور اسی سفر میں یہ تصوف و طریقت کی لائن کے مسافر بن گئے اور مجاہدات شروع کر دئے ایک سفر میں دمشق کے حلب میں جانا ہوا اور اس جگہ صلاح الدین ایوبی کے لڑکے ملک ظاہر سے بھی ملاقات ہوئی ملک ظاہر صوفیوں سے

بہت گہرا تعلق رکھتے تھے چنانچہ انہوں نے حلب میں ان کو قیام پذیر ہونے کی دعوت بھی دی شیخ شہاب الدین سہروردی کو حلب کا ماحول پسند آیا اور ملک ظاہر کی دعوت قبول کرتے ہوئے وہاں قیام پذیر ہو گئے لیکن کچھ بدخواہوں نے ان کے خلاف ملک ظاہر سے شکایت کی اور بعض وجوہ کے تحت ملک ظاہر کو ان علماء کی تائید کی ضرورت تھی جنہوں نے شیخ سہروردی کی شکایت کی تھی مجبوراً ملک ظاہر نے ۵۸۷ھ میں جیل خانہ میں ڈال دیا اور اس کے بعد شیخ اسی جیل سے دنیا کو الوداع کہ گئے مشہور یہ ہے کہ جیل میں بھوک کی تاب نہ لا کر دنیا کو الوداع کہا شیخ کی نماز جنازہ ذی الحجہ کے آخری جمعہ میں ۵۸۷ھ میں ادا کی گئی۔
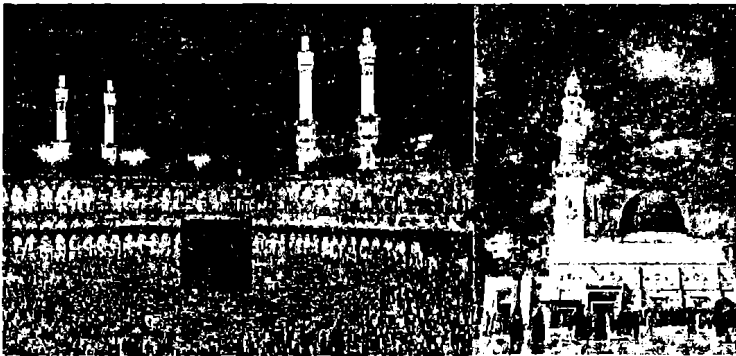
حبیب الفتاویٰ

ارباب افتاء اصحابِ علم کے لئے ایک قیمتی تحفہ

فقہ وفتاویٰ انسانی زندگی کا لازمی جز ہے، اس کے بغیر رضاء الٰہی کا حصول، حدود شرعیہ کی معرفت، حلال وحرام کی تمیز، جائز وناجائز کی پہچان اور اسلامی معاشرت غیر ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر قدم بہ قدم فقہی رہبری اور فتاویٰ ومسائل کی ضرورت ہر مسلمان محسوس کرتا ہے۔ جس کی تکمیل ہر دور کے اہل علم وارباب افتاء کے ذریعہ ہوتی رہی ہے ،، حبیب الفتاویٰ ،، اسی ضرورت کی تکمیل کی ایک کڑی ہے جو ہندوستان کے ممتاز اور مشہور مفتی اور نامور صاحب قلم حضرت اقدس الحاج مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم سابق مفتی واستاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور حال شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور پوسٹ سنجرپور ضلع اعظم گڈھ یو۔ پی۔

تلمیذ رشید وخلیفہ فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند وخلیفہ ومجاز بیعت حضرت مولانا شاہ عبدالحلیم صاحبؒ جونپوری کی جامع تصنیف ہے جن کے قلم سے درجنوں کتابیں نکل کر اصحاب افتاء علماء امت، زعماء ملت سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

،، حبیب الفتاویٰ،، میں جو علمی گہرائی ،احکام شریعت سے آگہی ،مطالعہ کی وسعت، بالغ نظری، فقہی بصیرت، حوادث الفتاویٰ کا انطباق، جدید مسائل کا حل پایا جاتا ہے وہ دیدنی ہے، مستند کتابوں کے حوالے اور نظائر کے ساتھ تقریباً تمام ابواب پر عام فہم اور دلنشیں اسلوب میں مفصل بحث کی گئی ہے، اردو فتاویٰ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، ملک کے درجنوں بزرگ ارباب افتاء، ام المدارس کے علماء فقہاء کی تصدیق وتصویب، عمدہ کاغذ، خوبصورت طباعت، دلکش ٹائٹل، کے ساتھ،، حبیب الفتاویٰ،، کی چھ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں جو یقیناً اصحاب افتاء واہل علم واہل مدارس کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔

ملنے کا پتہ: (۱) مکتبہ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ یو. پی. انڈیا

(۲) دار الکتاب دیوبند ضلع سہارنپور

(۳) زمزم بکڈ پو دیوبند ضلع سہارنپور

(۴) کتب خانہ یحیوی محلّہ مفتی سہارنپور

(۵) اسلامک بک سروس پٹودی ہاؤس دریا گنج دہلی

حضرت اقدس الحاج مولانا ومفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی تصنیفات وعلمی خدمات ایک نظر میں

۱ حبیب الفتاویٰ از جلد اول تا جلد ششم (مکمل ۶ جلد)

۲ تحقیقات فقہیہ جلد اول

۳ رسائل حبیب جلد اول، دوم

۴ صدائے بلبل (اشرف التقاریر)

۵ احب الکلام فی مسئلۃ السلام

۶ مبادیات حدیث

۷ نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین

۸ التوسل بسید الرسل

۹ المساعی المشکورہ فی الدعاء بعد المکتوبہ

۱۰ احکام یوم الشک

۱۱ جذب القلوب

۱۲ تحفۃ السالکین

۱۳ نوٹ کی شرعی حیثیت

۱۴ والدین کا پیغام زوجین کے نام

۱۵ خطبات حبیب

۱۶ مقالات حبیب

۱۷ برکات قرآن

۱۸ روضۃ الحبیب

۱۹ التنقیح الضروری لمسائل القدوری

۲۰ تحفۃ المعبود فی احکام المولود

ملنے کا پتہ

(۱) مکتبۃ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ یو. پی. انڈیا

(۲) دار الکتاب دیوبند ضلع سہارنپور (۳) زمزم بکڈپو دیوبند ضلع سہارنپور

(۴) کتب خانہ یحیوی محلّہ مفتی سہارنپور (۵) اسلامک بک سروس پٹودی ہاؤس دریا گنج دہلی

حبیب الفتاوی
جلد سوم

حبیب الفتاوی
بقلم

حبیب الفتاوی

حبیب الفتاوی
بقلم

حبیب الفتاوی
بقلم

فیضان حبیب

رسائل حبیب

تحقیقات فقہیہ